رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

Regd No E.P 67

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۵۰-۳
ممالک غیر ۵۰-۷
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۲۷ تبلیغ ۱۳۳۷ ہش - ۷ شعبان ۱۳۷۷ھ - ۲۷ فروری ۱۹۵۸ء | نمبر ۸

اخبار احمدیہ

قادیان - ۲۵ فروری - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ مورخہ ۱۷ فروری کو حضور مع چند خدام کراچی تشریف لے گئے۔ حضور کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ کراچی میں حضور کی ڈاک کا پتہ حسب ذیل ہے:-

معرفت شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ ۱۴ بندر روڈ کراچی۔

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازی عمر نیز بخیریت واپس آنے کے لئے دعا فرمائیں۔

۱۹ فروری - آج بعد دوپہر جناب سید سلیم الحسن صاحب جابی اور مسٹر بشیر احمد صاحب آرچرڈ جنوبی ہند کے تبلیغی دورہ میں شمولیت کی خاطر عازم بمبئی ہو گئے۔ ہر دو حضرات علی الترتیب ۱۳ اور ۱۷ فروری کو قادیان وارد ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مساعی میں برکت ڈالے۔

۲۵ فروری - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بخیریت دہلی تشریف لے گئے۔ فالحمد للہ۔

بھارت اپنے ممتاز سیاسی رہنما سے محروم ہو گیا!

مرکزی وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد رحلت فرما گئے!

"غبار خاطر" کا عظیم ترین مصنف — ناگزیر موت کے اچانک پیغام پر سر تسلیم خم کر کے ۲۲ فروری کو صبح دو بجکر دس منٹ پر اس عالم فانی سے عالم جاودانی کو سدھار کر بھارت کے کروڑوں آزاد کے دلوں کے لئے غبار خاطر کے سامان چھوڑ گیا — اس کی زندگی کے وہ عناصر جو سے اردو، عربی اور فارسی کے ادب و انشار، علم کلام، فلسفہ اور قومیت پرستی کے بے پناہ دھارے چھوٹتے تھے منتشر ہو گئے — بھارت کے آسمان علم و فضل پر جو سورج متواتر پچپن سال تک چمکتا رہا غروب ہو گیا — ادب اور صحافت کی دنیا میں تہلکہ مچا دینے والے اور انقلاب عظیم کے داعی مضامین لکھ کر کروڑوں انسانوں کے دلوں میں بس جانے والا محبوب سارے بھارت کو ماتم کدہ بنا کر چل دیا — بھارت کی جنگ آزادی کا پسپا نہ ہونے والا جرنیل — کروڑوں آزاد شدہ غلاموں کی آنکھوں کو اشکبار کر گیا — بھارت ورش کی کروڑوں مائیں بچوں کو جنم دیتی رہیں گی مگر آزاد پیدا نہ ہو سکے گا — یہاں ادیب بھی ہوں گے اور صحافی بھی۔ سیاستدان بھی ہوں گے اور فلسفی بھی۔ مقرر بھی ہوں گے اور انشاء پرداز بھی۔ مگر ہے کوئی ماں جو آزاد کو پیدا کر سکے؟ — نرگس کے ہزاروں سال اپنی بے نوری پر رونے کے نتیجے میں بیشک کوئی دیدہ ور پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر ہم تینتیس کروڑ انسانوں کی ہزاروں سال کی اشکباری کے بعد بھی آزاد کا پیدا ہونا بہت مشکل ہے — آج ملک کے کونے کونے میں ماتم برپا ہے ہمارے ملک کا ہر شخص غمگین اور ملول ہے کہ ایک عظیم سیاسی رہنما ہم سے جدا ہو گیا مگر آج کوئی پنڈت نہرو کے دل سے پوچھے کہ حقیقی صدمہ کسے کہتے ہیں — آج جبکہ ہمارا ملک کئی قسم کے اندرونی اور بیرونی مسائل اور عقدوں سے دوچار ہے۔ انہیں حل کرنے کے لئے کتنی ضرورت تھی ملک کو، پنڈت نہرو کو، ڈاکٹر راجندر پرشاد کو اور ہر ہندوستانی کو آزاد کی — اب یہ ضرورت کس طرح پوری ہوگی؟ ملک کے محبوب لیڈر پنڈت نہرو کو صحیح مشورے کون دیگا؟ یہی سوچ سوچ کر آج ہر ہندوستانی کا دماغ تھکا جا رہا ہے — اور مستقبل افسوس کے ساتھ اس پر مہر تصدیق ثبت کرنے پر مجبور ہوگا کہ مولانا آزاد کی وفات سے جو خلاء پیدا ہوا ہے، وہ شاید ہی پُر ہو سکے — ہندوستان کے کئی قابل حل مسائل باقی ہیں۔ پنجاب کے سیاسی مسئلہ کا حل باقی ہے۔ تامل ناڈ اور ناگا کے مسئلوں کی الجھنیں باقی ہیں۔ کشمیر کے مسئلہ کا تنازعہ باقی ہے۔ مولانا آزاد کی ضرورت ان مسائل کو حل کرنے کے لئے باقی ہے۔ مگر آہ! وہ فانی ہو گئے۔ باینہمہ دل یہ باور کرنے کے لئے آمادہ نہیں کہ وہ واقعی وفات پا گئے ہیں۔ مگر اس حقیقت کے تسلیم کئے بغیر چارہ بھی نہیں۔ کیونکہ کل من علیھا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذو الجلال والاکرام۔

مولانا ابوالکلام آزاد اپنے والد کی غریب الوطنی کے ایام میں ۱۸۸۸ء میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن اسی مبارک بستی میں گذرا۔ آپ کے والد کا نام محمد خیر الدین تھا۔ آپ کی والدہ عربی نژاد اور مدینہ منورہ کے شیخ محمد طاہر وتری کی بھانجی تھیں۔ ۱۸۹۸ء میں آپ کے والد کلکتہ میں آباد ہو گئے۔ یہیں ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ کیونکہ بچپن ہی سے طبیعت کا رجحان صحافت کی طرف تھا اس لئے اپنی نہایت کمسنی میں ہی آپ نے مشہور علمی و ادبی رسائل میں اپنے مضامین شائع کروائے۔ آپ ادبی اور صحافتی دنیا میں اس وقت مشہور ہوئے جب آپ نے مولانا حالی صاحب کی مشہور تصنیف "حیات جاوید" پر تنقیدی مضمون لکھا۔ اس سے آپ کی ادبی قابلیت کا شہرہ دور دراز تک پہنچا۔ مولانا حالی نے جب اپنی تصنیف "حیات جاوید" پر تنقیدی مضمون لکھنے والے اس کمسن سولہ سالہ نوجوان کو دیکھا تو انہیں یقین نہ آتا تھا کہ یہی وہ صاحب مضمون نوجوان ہے۔ ۱۹۰۹ء سے ۱۹۰۷ء تک آپ نے قاہرہ کی الازہر یونیورسٹی میں تعلیم پائی۔ ۱۹۱۲ء میں آپ نے کلکتہ سے "الہلال" نامی ہفتہ وار اخبار [illegible] کیا۔ جس کے بلند پایہ ادبی اور سیاسی [illegible] نے آپ کو ہندوستان کے چاروں کونوں تک ایک بے مثال ادیب اور بیباک سیاسی کارکن کی حیثیت سے ہندوستانیوں سے متعارف کرایا۔ ۱۹۱۴ء میں "الہلال" کے انقلابی مضامین کی وجہ سے انگریزی حکومت نے اخبار کو بند کر دیا اور آپ کو رانچی میں نظر بند کر دیا گیا۔

اس کے [illegible] ملک کی سیاسی تحریک میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیتے اور مختلف اوقات میں انگریزی سامراجیت کا شکار ہو کر قید و بند کی صعوبتیں جھیلتے ہوئے ۱۹۴۲ء کے انقلابی سال میں پہنچے جبکہ "ہندوستان چھوڑ دو" کا نعرہ بلند ہو چکا تھا۔ اسی تحریک میں آپ کو گرفتار کر کے احمد نگر کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ اسی قید کے زمانہ میں آپ نے اپنے مختلف سیاسی اور قدیمی دوستوں کے نام وہ خطوط لکھے جو آج "غبار خاطر" کے نام سے موسوم ہیں۔ اور آپ کی یہ تصنیف معرکۃ الآراء اور بلند پایہ درجہ رکھتی ہے۔ ۱۹۲۳ء اور ۱۹۴۰ء کے کانگریس کے اجلاسوں کے صدر منتخب ہوئے۔ جنوری ۱۹۴۷ء میں آپ کو ہندوستان کی عبوری حکومت میں وزیر تعلیم مقرر کیا گیا اور اسی وزارت کے قلمدان سے آپ کو موت کے بیرحم ہاتھوں نے سبکدوش کروایا۔

بہرحال آپ سیاسی جدوجہد کے میدان میں ایک انتھک اور کامیاب جرنیل تھے۔ مہاتما گاندھی، پنڈت نہرو اور دوسرے سیاسی لیڈر ہر اہم سیاسی مسئلہ میں آپ کی رائے اور مشورہ کا احترام کرتے رہے۔ اور بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ ہر سیاسی گتھی کے سلجھانے میں آپ کے ناخن تدبیر کا بہت زیادہ دخل رہا۔

آج جبکہ ملک کا یہ عظیم سیاسی رہنما ہم سے جدا ہو چکا ہے قدرتی طور پر ہر اہل ملک کا دل غمگین ہے۔ کیونکہ سیاست کے پیچیدہ مسائل کو حل کرنا ہر سیاستدان کا کام نہیں ہوتا۔ اور انہیں مولانا آزاد جیسی شخصیتیں ہی حل کر سکتی ہیں۔ جن کی پشت پر نصف صدی کا طویل تجربہ ہو اور جو قومیت کے [illegible] جذبہ بھی رکھتے ہوں۔ [illegible] مسلمانوں کے [illegible] آزاد کی وفات [illegible] طور پر ایک بے مثال [illegible] رکھتی ہے۔ اور مسٹر رفیع احمد قدوائی مرحوم کی وفات [illegible] عرصہ بعد مولانا آزاد کا بھی ہندوستانی مسلمانوں سے [illegible] یقیناً انہیں یتیم کر جانے کے مترادف ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ہم بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ بھارت کے مسلمان غمگین بے شک ہوں۔ وہ بے شک مولانا آزاد کی وفات پر خون کے آنسو روئیں۔ مگر وہ مایوس نہ ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھیں۔ صرف عزم کی بلندی کی ضرورت ہے۔

بہرحال مولانا آزاد کی وفات ملک کے لئے ایک عظیم ترین صدمہ اور المناک سانحہ ہے۔ ہم اس صدمہ میں مرحوم کے تمام پسماندگان اور متعلقین بالخصوص وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو، جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد صدر جمہوریہ، جناب ماسٹر ہمایوں کبیر صاحب اور دیگر لیڈران ملک سے افسوس اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قومی صدمہ میں ان سب کو صبر کی توفیق بخشے۔

۲۲ فروری کی صبح کو آٹھ بجے جب ریڈیو پر مولانا کی وفات کی المناک خبر سنی گئی تو جناب ناظر صاحب اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے صدر انجمن احمدیہ کے تمام دفاتر اور تعلیمی اداروں کے بند کرنے کا حکم دیدیا۔ چنانچہ اس روز ماتم کے طور پر یہ تمام ادارے بند رہے۔

(ح۔ ب)

ملک صلاح الدین ایم-اے پبلشر نے رما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

تبلیغی دورہ جنوبی ہند شروع ہوگیا

بمبئی اور یادگیر میں کامیاب تبلیغی جلسے

(رپورٹ مرسلہ مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن بمبئی)

الحمد للہ کہ مکرم بشیر احمد آرچرڈ مبلغ انگلستان اور سید سلیم حسن جابی آف سیریا ۲۰ر فروری کی صبح کو بخیریت بمبئی پہنچ گئے۔ بمبئی میں ان دونوں مبلغوں کا قیام مختصر تھا۔ یعنی صرف ۱۲ گھنٹے۔ اتنے تنگ وقت میں جلسہ کا انتظام مشکل تھا۔ لیکن یہ خیال بار بار آتا تھا کہ ان دونوں کے آنے کی کسی طرح عوام کو ضرور اطلاع دینی چاہئیے۔ تا وہ جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں سے آگاہ ہو سکیں۔ اسی خواہش کے مطابق میں نے ایک جلسہ منعقد کرنے کا ارادہ کیا۔ اور احباب کو اپنے ارادے کی اطلاع دی۔ بمبئی میں پبلک اجتماعوں کے لئے بہت سے ہال بنائے گئے ہیں۔ اور اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے کسی ہال کا کرایہ پر لینا ضروری ہوتا ہے۔ مگر عموماً پبلک پروگراموں کی اتنی بہتات ہوتی ہے کہ ہال پندرہ دن پہلے مخصوص کرانا پڑتا ہے۔ اور آج کل تو بمبئی میں شادیوں کا موسم بھی ہے۔ چنانچہ ہم نے کانگرس ہال۔ تھیوسافیکل ہال۔ جہانگیر ہال وغیرہ فون کیا مگر ہر جگہ سے یہی جواب آیا کہ ۲۰ تاریخ کے لئے دوسروں نے ریزرو کرا لئے ہیں۔ آخر کار میں نے اپنے دار التبلیغ میں جلسہ کا ارادہ کیا اور یہ فیصلہ کر کے پہلے پولیس سٹیشن گیا۔ وہاں اس کی اطلاع دی۔ پھر پریس گیا اور ارجنٹ اشتہار کا آرڈر دیا۔ پھر اخبار والوں کے آفس آیا اور انقلاب، ہندوستان اور اجمل میں ان دونوں مبلغوں کی آمد اور انعقاد جلسہ کی خبر شائع کرائی۔ اور شام کو اشتہار بھی تقسیم کرا دیا۔ مگر یہ کام اتنے مختصر وقت میں ہوا کہ لوگوں کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ آخر الحق بلڈنگ کہاں ہے؟ اس لئے اندیشہ تھا کہ جلسہ کامیاب نہیں ہوگا۔ مگر خدا کا فضل یہ ہوا کہ جلسہ کا وقت ½۷ شام رکھا گیا تھا۔ لیکن لوگ ۷ بجے سے ہی آنے شروع ہو گئے۔ بمبئی جیسے مشغول شہر میں اتوار کے علاوہ اور پھر شام کے ½۷ بجے کسی اجتماع کا کامیاب ہونا بہت مشکل امر ہے۔ مگر ہمارا اجتماع ہوا۔ یہ بھی ملحوظ ہو کہ ہم لوگ مسلمانوں کے علاوہ کسی دوسری قوم کو ان مبلغوں کے آنے کی خبر نہیں دے سکے تھے۔ انگریزی میں نہ پبلسٹی شائع ہو سکا نہ انگریزی اخبارات میں اعلان کرا سکا۔ مگر اس کے باوجود ساڑھے ۷ بجے تک ہماری مسجد حاضرین سے بھر گئی۔ بعد میں آنے والے بنچوں پر بیٹھے گئے۔ ٹھیک ساڑھے ۸ بجے جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ جس کی صدارت مکرم سید عبد اللہ صاحب شامی نے فرمائی۔ تلاوت قرآن کریم و نظم کے بعد خاکسار نے آدھ گھنٹے تک تعارفی تقریر کی۔ اس کے بعد سید سلیم حسن جابی نے عربی میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ طبقاتی جنگ۔ غلامی اور مظلوم کی حمایت سے متعلق آپؐ کی تعلیم و عمل کا ذکر کر کے لوگوں کو آپؐ کے اسوۂ حسنہ پر چلنے کی تلقین کی۔

ان کے بعد مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ کے انگلش چہرے پر مولویانہ وضع کی ڈاڑھی بڑی ہی بھلی معلوم ہو رہی تھی۔ پہلے آپ نے بسم اللہ و تعوذ کے بعد چند منٹ اردو زبان میں حاضرین سے اپنا تعارف کرایا۔ اس کے بعد انگریزی میں تقریر شروع کی۔

آپ نے کہا میں دوسری جنگ عظیم میں لفٹنٹ کے عہدہ پر تھا۔ ہندوستان کی مختلف چھاؤنیوں میں فوجی ٹریننگ حاصل کی۔ پھر برما کے محاذ پر چلا گیا۔ وہاں مجھے مسلمان فوجیوں سے ملنے کا موقعہ ملا۔ انہیں میں ایک احمدی مسلمان تھے۔ انہوں نے مجھ کو قادیان جانے کی دعوت دی۔ میں جب قادیان پہنچا تو نیک اور فرشتہ خصلت لوگوں کو دیکھا۔ اور اسی وقت میں نے سمجھا کہ جو مذہب ایسا لوگوں میں اتنی نیکی پیدا کر سکتا ہے۔ یقیناً وہ سچا ہے۔

آپ اس وقت "محاسن اسلام" کے موضوع پر تقریر فرما رہے تھے۔ اس ضمن میں آپ نے اسلام کے نظریۂ توحید۔ فلسفۂ نجات۔ وحی والہام۔ عقلیت اور اسلام۔ اسلام کی امن دوستی اور اسلام کی عالمگیر حیثیت جیسے اہم موضوعوں پر اظہار خیال کیا۔

آپ نے نظریۂ توحید پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مسیحیت یا دوسرے مذاہب نے خدا کے متعلق جو تصور پیش کیا ہے۔ وہ غلط اور ناقص ہے۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے ایک بے مثل اور قادر مطلق خدا کا تصور پیش کیا اور ہماری بندگی اسی وقت کمال عبادت حاصل کر سکتی ہے جب ہم ایک کامل خدا کے آگے اظہار بندگی کریں۔

پھر آپ نے کہا کہ ہم نے اسلامی تعلیمات عقل کے مطابق پائیں۔ بائیبل اور قرآن پاک کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بائیبل میں رطب و یابس دونوں قسم کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ لیکن قرآن پاک حکمت۔ دانائی اور صداقت کا ایک مجموعہ نظر آتا ہے۔ آپ نے قرآن پاک کی تحدی کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ اس وقت روئے زمین پر قرآن ہی ایک ایسی کتاب ہے جو تحریف و تبدیل سے محفوظ ہے۔ اور خدائی وعدے کے مطابق آئندہ بھی انسانی تصرفات سے محفوظ رہے گی۔ اس لئے کہ اس کتاب کو آخری زمانے تک بنی نوع انسان کی ہدایت کرنی ہے۔

پھر آپ نے اسلام کی عالمگیر حیثیت بیان کی اور کہا کہ ہم پہلے سنا کرتے تھے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا۔ مگر قرآن پاک اور تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوا کہ اسلام تو محض اپنی صداقت اور امن پسندی کے باعث ساری دنیا میں پھیل گیا۔ آپ نے آیت کریمہ لا اکراہ فی الدین کی تلاوت فرما کر تشریح کی۔

اس کے بعد آپ نے اسلام کے دو اہم موضوعات یعنی وحی والہام اور فلسفۂ نجات پر روشنی ڈالی۔ آپ نے فلسفۂ وحی والہام کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو یہ دعوے کرتا ہے کہ انسان خدا سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ اور امت محمدیہ کے اولیاء ہر دور میں خدا کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف ہوتے رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کا یہ دعوئے اسلام کے سوا اور کوئی مذہب نہیں کرتا۔

آپ نے فلسفۂ نجات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ہر قوم میں نجات کے مختلف نظریئے ہیں۔ میں بھی پہلے عیسائی تھا اور نظریہ کفارہ کو مانتا تھا۔ لیکن میرے دل میں اکثر سوال پیدا ہوتا کہ آخر یسوع مسیح نے صلیب پر چڑھ کے خود ساری دنیا کے گناہوں کا بوجھ کیوں اٹھا لیا؟ اور آنے والوں کو گناہ کرنے کی آزادی کیوں دے دی؟ اس سوال کا ہمارے پاس کوئی معقول جواب نہیں تھا۔ لیکن جب ہم نے اسلام کا مطالعہ کیا تو دیکھا کہ اسلام نظریہ کفارہ کو باطل قرار دیتا ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں ایک نہایت معقول نظریہ پیش کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہر شخص اپنے عمل کا آپ ذمہ دار ہے۔ ہر شخص سے اس کے اعمال کے بارے میں باز پرس ہوگی۔ ایک آدمی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا۔ یہ فلسفہ نجات نہایت کامل اور اطمینان بخش تھا۔ اس لئے میں نے اسی فلسفۂ نجات کو قبول کیا۔

آپ نے محاسن اسلام کے مذکورہ بالا چھ نکات پر نہایت عالمانہ اور موثر انداز میں روشنی ڈالی۔ سامعین مکمل خاموشی اور دلچسپی سے تقریر سنتے رہے۔ دو گھنٹہ تک جلسہ کی کارروائی ہوتی رہی۔ اور سامعین کی تعداد آخر تک زیادہ ہی ہوتی رہی۔ اگر ہمارے مہمانوں کا اسی رات یادگیر کا پروگرام نہ ہوتا تو جلسہ کی کارروائی اور دیر تک جاری رہتی اور سامعین کی تعداد اور زیادہ ہوتی اس لئے کہ دراصل اجتماع کا یہی وقت تھا اور لوگ اپنے اپنے کام کاج سے فارغ ہو کر ادھر آ رہے تھے۔ آخر میں ہم نے اپنے معزز مہمانوں اور سامعین کا شکریہ ادا کیا۔ اور رات کو مدراس میل سے دونوں مبلغوں کو یادگیر کے لئے روانہ کر دیا۔ خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو۔ دوسرے دن میں نے جلسہ کی مفصل روئداد بیان کے کثیر الاشاعت روزنامہ "انقلاب" میں بھیجی۔ جو بحمد للہ پوری شائع ہو گئی۔

اس جلسہ کو کامیاب بنانے میں ہمارے ساتھ تمام احباب نے پورا پورا تعاون کیا۔ مکرم محمد سلیمان صاحب صدر جماعت اور مکرم عبد الغفور صاحب سیکرٹری امور عامہ اور مکرم ظفر الاسلام صاحب و سرفراز احمد صاحب وغیرہ بھی ہر طرح تعاون کرتے رہے۔ خدا تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی۔

(نوٹ:۔ یادگیر میں ۲۱ر فروری کو کامیاب جلسہ ہونے کی خبر بذریعہ تار موصول ہو چکی ہے تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ بدر کے اگلے پرچہ میں شائع ہوگی)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ایک گرانقدر عطیہ

نظارت ہذا کی درخواست پر مکرم جناب سیٹھ محمد الیاس صاحب ابن سیٹھ شیخ حسن صاحب یادگیر نے "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک" کے ایڈیشن ثانی کی اشاعت کے لئے -/۲۲۵ روپیہ کا گرانقدر عطیہ ارسال فرمایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ نظارت اس عطیہ کے لئے سیٹھ صاحب موصوف کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ اظہار کرتی ہے کہ حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب صحابی مرحوم یادگیر کا خاندان خدا کے فضل سے ہمیشہ بڑھ چڑھ کر قربانیوں میں حصہ لیتا رہا ہے۔ اور مرکز کی تحریکوں پر لبیک کہتا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس خاندان کے تمام افراد کے مال اور اخلاص میں برکت دے۔ اور دین کے لئے بیش از بیش قربانیوں کی توفیق بخشے۔

کتابچہ "تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک" اس وقت دہلی میں زیر طباعت ہے۔

احباب محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیری کے لئے خاص طور سے دعا فرماویں آپ ایک لمبے عرصہ سے دمہ کے موذی مرض میں مبتلا ہیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

نیا سال اور ہماری ذمہ داریاں

جماعت کے تین خاص فریضے

(رقم فرمودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

نیا سال شروع ہو چکا ہے اور ہر نیا زمانہ لازماً اپنے ساتھ نئے مسائل اور نئی ذمہ داریاں لایا کرتا ہے۔ اسی لئے ہمارے آقا صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی ہے۔ کہ جب نیا چاند دیکھو (جو گردشِ زمانہ کی ظاہری علامت ہے) تو فوراً یہ دعا کرو کہ وہ اس چاند سے شروع ہونے والے مہینہ کو تمہارے لئے مبارک کرے۔ اس ارشادِ نبوی میں یہ اصولی اشارہ ہے کہ ہر نئے زمانہ اور ہر نئے دور کے آغاز کو یونہی غفلت میں نہ گذار دیا کرو بلکہ آنے والے مسائل اور آنے والی ذمہ داریوں پر غور کر کے خدا تعالےٰ سے نصرت اور روشنی کے طالب ہوا کرو۔

سو اب جبکہ ہماری انفرادی اور جماعتی زندگی کا بھی ایک نیا سال شروع ہو رہا ہے (بلکہ ۱۲ر جنوری سے تو یہ سال قیامِ جماعت اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تاریخ ولادت کے لحاظ سے بھی نیا سال ہے) ہمیں اسلام اور احمدیت کے لئے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے لئے اور اپنے عزیزوں اقارب اور دوستوں کے لئے بلکہ ساری دنیا کے لئے خیر و خوبی اور افضال و برکات اور غلبۂ صداقت کے لئے دعائیں کرتے ہوئے قدم رکھنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ازلی حکمت کے ماتحت زمانہ کو اس طرح تقسیم کر رکھا ہے کہ وہ عسر و یسر اور سرّاء و ضرّاء اور نور و ظلمت کے درمیان چکر لگاتا رہتا ہے۔ اور بسا اوقات پھولوں کی وادیوں تک پہنچنے کے لئے کانٹوں کے رستوں میں سے گذرنا پڑتا ہے۔

پس گو ہمیں خدائی وعدوں کے مطابق اسلام اور احمدیت کے آخری غلبہ اور جماعت کی عالمگیر ترقی کے متعلق کامل یقین ہے کہ "قضاء آسمان است ایں بہر حالت شود پیدا"۔ لیکن ہم نہیں جانتے کہ درمیان میں کیا کیا مشکلات اور ابتلاء مقدر ہیں۔ اور نئے سال کے متعلق تو بعض دوستوں کو ایسی خوابیں بھی آئی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً اس سال کے دوران میں بعض لحاظ سے بعض مشکلات اور امتحانوں کا سامنا ہونے والا ہے۔ بلکہ خود مجھے بھی ۳۱ر دسمبر و یکم جنوری کی درمیانی رات میں جو نئے سال کی پہلی رات تھی ایک زلزلہ کا نظارہ دکھایا گیا۔ اور گو خوابوں کی حقیقی تعبیر خدا ہی جانتا ہے۔ لیکن اگر جماعت کے لئے کوئی امتحان درپیش ہے تو پھر بھی گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں کیونکہ ہمارے خدائے قدیر و علیم کو یہ طاقت حاصل ہے کہ وہ اپنی تقدیر کو بھی بدل سکتا ہے۔ جیسا کہ وہ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے:-

اللہ غالبٌ علی امرہٖ۔

"یعنی خدا اپنی تقدیر پر غالب ہے اور اسے بدلنے کی طاقت رکھتا ہے"۔

بلکہ اگر بالفرض کوئی تلخ تقدیر ایسی ہو جو کسی صورت میں بھی ٹلنے والی نہ ہو تو پھر بھی اللہ تعالےٰ اسکے پیچھے اپنی کوئی شیریں تقدیر لا کر پیش آمدہ غم اور صدمہ کا ازالہ فرما سکتا ہے جیسا کہ وہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے کہ:-

اِنَّ مع العُسرِ یُسراً۔

"یعنی خدا نے اپنے نیک بندوں کے لئے ہر تنگی کے ساتھ فراخی مقدر کر رکھی ہے"۔

اور اس کی تشریح میں مولانا رومی فرماتے ہیں کہ:-

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

"یعنی ہر ابتلاء جو خدا اپنے سچے مومنوں کے لئے مقدر کرتا ہے اس کے نیچے اس نے اپنے فضلوں اور نعمتوں کا ایک بڑا خزانہ چھپا رکھا ہوتا ہے"۔

پس خدا کی رحمت و قدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے مجھے خوابوں کی وجہ سے تو زیادہ فکر نہیں کیونکہ جو خدا کوئی منذر خواب دکھا سکتا ہے وہ اسے ٹال بھی سکتا ہے اور نہ ٹلنے کی صورت میں اس کے ازالہ کا کوئی اور رستہ بھی کھول سکتا ہے۔ مگر ضروری ہے کہ ہم سنّتِ نبوی کے مطابق اپنے پیش آمدہ مسائل اور حالات اور ہر قسم کے امکانی خطرات کا جائزہ لے کر اور کمرِ ہمت کس کر اصلاح و ارشاد اور صبر و صلوٰۃ کے عزم کے ساتھ نئے سال میں قدم رکھیں۔ اور اسی غرض سے میں یہ نوٹ لکھ رہا ہوں۔ مگر میں اس جگہ کسی تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ اور جائزہ کے سوال کو بھی میں ہر مخلص اور تدبّر کرنے والے احمدی کے غور و فکر پر چھوڑتا ہوں اور صرف نہایت اختصار کے ساتھ ان چند باتوں کے ذکر پر اکتفاء کرتا ہوں جنکی طرف اس وقت خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ کاش میرے بزرگ اور میرے دوست اور میرے عزیز ان باتوں کی اہمیت کو سمجھیں اور حالات کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے انکی طرف توجہ دیں۔ وما علینا الا البلاغ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

(۱) سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت جماعت کا نوجوان طبقہ اور خصوصاً وہ طبقہ جو نسلی احمدی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا خلیفۂ وقت کے ساتھ براہِ راست پیوندی جوڑ نہیں رکھتا اور گویا صرف تخمی رشتہ کا حامل ہے۔ اس کا ایک حصہ بعض کمزوریوں میں مبتلا ہے اور اسے اخلاص اور عمل صالح میں وہ مقام حاصل نہیں جو خدا تعالےٰ کی نصرت کا جاذب ہوا کرتا ہے اور نہ ہی یہ طبقہ غیر از جماعت لوگوں (یعنی غیر احمدیوں اور غیر مسلموں) کے لئے کسی کشش کا موجب ہے۔ اس کا جماعت کے مخصوص عقائد اور جماعت کے مرکز اور خلیفۂ وقت کے ساتھ نسبتاً کم تعلق ہے۔ اور وہ اعتراض کی طرف جلدی جھک جاتا اور اس کا چرچا کرنے لگ جاتا ہے بیشک کئی نسلی احمدی بھی اخلاص اور عمل صالح اور روحانیت اور قربانی میں بہت اچھا مقام رکھتے ہیں بلکہ حق یہ ہے کہ بعض نوجوانوں کی فدائیت اور للّٰہیت میرے لئے رشک کا موجب ہے مگر دوسری طرف کمزور طبقہ کی کمزوری ہر وقت طبیعت میں بے چینی کی کیفیت رکھتی ہے۔ اس کمزوری کے کئی اسباب ہیں مگر زیادہ ذمہ داری ایسے نوجوانوں کے والدین اور مقامی جماعتوں کے صدر صاحبان اور امراء صاحبان پر ہے جنہوں نے ان کی تربیت کی طرف پوری توجہ نہیں دی۔ اور ان کے اندر اسلام اور احمدیت کی روح داخل کرنے میں غفلت سے کام لیا ہے۔ نمازوں میں سستی، چندوں میں سستی۔ مرکز کے ساتھ وابستگی میں کمی۔ بلکہ اعتراض کرنے میں جلدی اور جماعت کے محاسن کو دوسروں تک پہنچانے میں بے اعتنائی وغیرہ وغیرہ ایسی کمزوریاں ہیں جو نوجوان طبقہ اور خصوصاً نسلی احمدیوں کے ایک حصہ میں سرایت کر رہی ہیں۔ اور دوسری طرف فوجی احمدیوں کا ایک حصہ اپنی بیویوں کو بے پردہ کر کے فیشن کی اتباع میں گویا خوشی محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ فوجی لوگ بہادر سمجھے جاتے ہیں۔ اور بہادر لوگوں کو خلافِ اسلام تحریکات کے سامنے ہتھیار ڈالتے ہوئے شرم محسوس ہونی چاہیئے۔ بیشک پرانا پردہ بھی جس میں عورت گویا قیدیوں کی طرح محصور ہو کر گھر کی چار دیواری میں بند رکھی جاتی تھی خلافِ اسلام تھا۔ مگر اس کے مقابل پر موجودہ بے پردگی جس میں عورت اپنی جسمانی اور لباسی زینت کو عُریاں کر کے مردوں میں بے حجابانہ ملتی جلتی ہے اس سے بڑھ کر خلافِ اسلام ہے۔

پس نئے سال کے ابتداء میں میری سب سے پہلی پکار یہ ہے کہ اس سال کے دوران میں احمدی والدین اور احمدی پریذیڈنٹ صاحبان اور احمدی سیکرٹریان تربیت اور احمدی امراء مقامی و امراء ضلع اور صوبہ دار امیران کا خدا کے حضور پختہ عہد کریں کہ وہ احمدی نوجوانوں کی تربیت کی طرف خاص توجہ دیں گے۔ میرے عزیزو اور دوستو دیکھو اور سمجھو کہ خدا تعالےٰ کو ظاہر سے کوئی غرض نہیں وہ تو حقیقت کو دیکھتا ہے اور اسی کے مطابق تم سے سلوک کرے گا۔ پس صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور سیدھے ہو جاؤ اور اس عہد کو پورا کرو جو تم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان پر خدا کے ساتھ باندھا ہے یعنی یہ کہ:-

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

کیا نمازوں میں سستی اور خدا کی یاد میں کوتاہی کرنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اعانتِ اسلام اور اعانتِ احمدیت کے لئے چندوں سے غافل رہنے والا اور اپنی ساری آمدن اپنے نفس پر یا اپنے عزیزوں پر خرچ کرنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیوند میں اور خلیفۂ وقت اور مرکز کے تعلق میں کمزوری دکھانے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ہر وقت اپنے مادی مفاد کی فکر میں غرق رہنے والا اور اپنا تمام وقت دنیا کے دھندوں میں گذارنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اعتراض کی طرف جلدی جھک جانے والا اور ان اعتراضوں کا ادھر اُدھر چرچا کرنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا تجارت اور لین دین کے معاملات میں خیانت کا طریق اختیار کرنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اپنی بیوی کو بے پردگی کی طرف مائل کرنے والا اور فیشن کی خاطر قرآن و حدیث کے احکام کو پس پشت ڈالنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا اپنی اولاد کی دینی تربیت کی طرف سے بے توجہی برتنے والا دین کو دنیا پر مقدم کرتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ مثلاً احمدی والدین اور اسی طرح احمدی صدر صاحبان

اور اے احمدی امراء! خدا کے لئے غور کرو کہ کیا آپ کے زیر تربیت نوجوانوں کا ایک طبقہ ان کمزوریوں میں مبتلا نہیں؟

پس اس سال کے پروگرام کا ایک اہم حصہ یہ ہونا چاہیئے کہ جو کمزوری بعض احمدی نوجوانوں میں پیدا ہو رہی ہے اسے خاص توجہ اور خاص کوشش کے ساتھ اور خاص نگرانی کے ماتحت دور کیا جائے۔ احمدی والدین اور احمدی پریذیڈنٹ صاحبان اور احمدی امراء سب کے سب بیدار اور چوکس ہو کر اور ایک پروگرام بنا کر اس کوشش میں لگ جائیں کہ احمدی نوجوانوں کا کمزور حصہ اپنی کمزوری کو ترک کر کے اسلام اور احمدیت کی تعلیم کا ایسا نمونہ بن جائے جو دوسروں کے لئے کشش کا موجب ہو اور دنیا اُن کے چہروں میں خدا کا نور دیکھے اور ان کی نیکی خدائی نصرت کی جاذب بن جائے اور نہ اپنے کمزور نمونہ کی وجہ سے جماعت کی ترقی میں روک نہ بنیں بلکہ نیک نمونہ بن کر

. . . .

. . . اس کی ترقی کو تیز سے تیز تر کرنے والے ثابت ہوں۔ اٰمین اللّٰھم اٰمین۔

(۲) دوسرا امر جو اس سال خاص بلکہ خاص الخاص توجہ چاہتا ہے۔ یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف غلط فہمیوں کا ایک وسیع جال پھیلایا جا رہا ہے۔ جس کی وجہ سے ملک کا معتدبہ حصہ جماعت کے خلاف طرح طرح کی بدگمانیوں میں مبتلا ہو کر دن رات زہرفشانی میں معروف ہے اور یہ معاندانہ رویہ صرف مولوی طبقہ تک ہی محدود نہیں بلکہ ملک کے ہر طبقہ کا ایک حصہ اس ناپاک ہولی میں اپنے ہاتھ رنگ رہا ہے۔ تاجر۔ صناع۔ زمیندار ملازم پیشہ افراد۔ اخباروں کے ایڈیٹر عالم و جاہل۔ غریب اور امیر۔ مزدور اور سرمایہ دار وغیرہ سب جماعت احمدیہ کے عقائد اور نظریات اور طریق کار کو غلط رنگ میں پیش کرنے اور جماعت کو بدنام کرنے اور جماعت کی بے نظیر اسلامی خدمات کو تخفیف کی نظر سے دیکھنے میں گویا لذت اور فخر محسوس کرتے ہیں۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ملک کا ہر فرد اس مرض میں مبتلا ہے کیونکہ بلاشبہ ملک کے ہر طبقہ میں ایک حصہ ایسا موجود ہے جو شرافت اور انصاف کے مقام پر قائم ہے اور بعض عقائد میں اختلاف کے باوجود جماعت کے معاملہ میں بے انصافی کی طرف نہیں جھکتا بلکہ جماعت کی اسلامی خدمات کی وجہ سے اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا اور اس کے محاسن کی برملا تعریف کرتا ہے اور اس کا اعتراف نہ کرنا یقیناً ناشکری ہوگی۔ مگر عوام الناس کا قریباً قریباً یہی حال ہے۔ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ اکثر لوگ احمدیت کی مخالفت میں یکساں رنگین نظر آتے ہیں اور مولویوں یا اخبار نویسوں یا آتش زیر پا مقرروں کی طرف سے اکسائے جانے پر اس طرح بھڑک اٹھتے ہیں۔ جس طرح کہ ایک خشک لکڑی دیاسلائی دکھانے پر شعلہ زن ہونے لگتی ہے۔ اور ضروری تھا کہ ایسا ہوتا۔ کیونکہ قرآن مجید وضاحت کے ساتھ فرماتا ہے کہ:-

یاحسرة علی العباد
ما یاتیھم من رسول
الا کانوا به یستھزءون

" یعنی اے افسوس لوگوں پر کہ ہماری طرف سے ان کے پاس کوئی پیغامبر ایسا نہیں آتا کہ وہ ہمارے بندے ہونے کے باوجود اس کی مخالفت میں ہنسی ٹھٹھا نہ کرنے لگ جاتے ہوں۔"

یہ مخالفت ایک طرف تو منکروں کے لئے امتحان اور ابتلاء کا سامان مہیا کرتی ہے کیونکہ وہ ان حالات میں خاص قربانی کے بغیر حق کی طرف قدم اُٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اور دوسری طرف یہ یہ مخالفت ماننے والوں کو بیدار رکھنے اور حق کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ جدوجہد کرنے کی طرف توجہ دلاتی رہتی ہے۔ کیونکہ گو خدائی مرسلوں کے آخری غلبہ کے متعلق قرآن مجید حتمی وعدہ فرماتا ہے (کہ میں اور میرے رسول ضرور غالب ہونگے) مگر کوئی سچا مومن اسبات کی طرف سے غافل نہیں رہ سکتا کہ آخری غلبہ سے پہلے درمیانی طوفانوں کا آنا بھی ناگزیر ہے۔ اور ان طوفانوں کے نتیجہ میں غلبہ کا وقت پیچھے پڑ سکتا ہے۔ اور قومیں بھی بدل جایا کرتی ہیں۔ پس ضروری ہے کہ موجودہ خطرات کا جائزہ لے کر اس زہر کا ازالہ کیا جائے۔ جو اس وقت جماعت احمدیہ کے خلاف پیدا کیا جا رہا ہے۔ اور یہ ازالہ دو طرح سے ہو سکتا ہے:-

(الف) جو غلط فہمیاں جماعت کے متعلق پیدا کی جا رہی ہیں۔ خواہ وہ عقائد سے تعلق رکھتی ہوں یا جماعتی تنظیم سے یا جماعت کے طریق کار سے انہیں صحیح حالات بتا کر اور صحیح تشریحات پیش کر کے دور کیا جائے۔ مثلاً (اور میں یہ صرف مثال کے طور پر بیان کر رہا ہوں) کہا جاتا ہے کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ نفسی) کی ختم نبوت کی منکر ہے یا یہ کہ نعوذ باللہ جماعت احمدیہ نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور کلمہ بنا رکھا ہے یا یہ کہ حاشا وکلا جماعت احمدیہ خدا کے رسولوں اور دوسرے پاک لوگوں کی ہتک کرتی ہے یا یہ کہ جماعت کا موجودہ مرکز ربوہ گویا ایک ممنوعہ بستی ہے۔ جس میں کسی غیر کو داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جاتی یا یہ کہ جماعت نے ایک ایسی تنظیم قائم کر رکھی ہے جو حقیقتاً مملکت اندر مملکت کا رنگ رکھتی ہے یا یہ کہ جماعتی تنظیم کے توڑنے والوں کو ایسی سزائیں دی جاتی ہیں۔ جو اسلامی تعلیم اور انسانی حقوق کے منافی ہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں جماعت کی طرف سے بار بار تردید کئے جانے کے باوجود ہمارے خلاف نہایت ڈھٹائی کے ساتھ دہرائی جا رہی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جماعت کے تمام مربی اور معلم اور مقامی امراء اور ضلع وار امراء اور دیگر ذمہ دار احباب بلکہ تمام دوست اس بات کا عہد کریں کہ وہ اس سال بیش از پیش توجہ اور وضاحت اور تعیین اور تکرار کے ساتھ ان غلط فہمیوں کو دور کر کے جماعت کی مخالفانہ فضا کو صاف کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور جب اس مکدر فضا کے بادل چھٹیں گے تو طبعاً صداقت کا آفتاب زیادہ نمایاں ہو کر نظر آنے لگے گا۔

(ب) موجودہ کمزوری کو دور کرنے اور موجودہ خطرات کا سدباب کرنے کا دوسرا مؤثر طریق یہ ہے کہ خاص جدوجہد کے ساتھ جماعت احمدیہ کے محاسن اور جماعت کی اسلامی خدمات اور جماعت کے مخصوص نظریات اور عقائد کی درستی کو پختہ دلائل اور روشن براہین کے ذریعہ لوگوں پر ثابت کیا جائے۔ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ لوگ کسی صداقت سے صرف اس وقت تک دور رہتے ہیں۔ جب تک کہ ان تک یا تو صداقت کا پیغام پہنچتا ہی نہیں اور یا پہنچتا تو ہے۔ مگر ایسے کمزور اور بے اثر رنگ میں پہنچتا ہے کہ ان پر صداقت کی حقیقت اور اہمیت اچھی طرح واضح نہیں ہوتی اسی لئے قرآن مجید فرماتا ہے کہ:-

ادع الی سبیل ربک
بالحکمة والموعظة
الحسنة وجادلھم بالتی
ھی احسن۔

"یعنی لوگوں کو خدا کے رستے کی طرف ایسے رنگ میں بلاؤ کہ وہ پختہ دلائل اور خشیۃ اللہ کی اپیل سے معمور ہو اور اگر کبھی حق کی دعوت میں منکروں کے ساتھ تبادلہ خیال کرنا پڑے تو اس کام کو بہترین صورت اور دلکش رنگ میں انجام دو۔"

اوپر کے بیان میں فقرہ الف تو منفی نوعیت کا ہے جس سے مراد جماعت احمدیہ کے متعلق ان غلط فہمیوں کا ازالہ ہے جو حق کی شناخت میں روک بن رہی ہیں۔ اور فقرہ ب مثبت نوعیت کا ہے۔ جس سے احمدیت کی دلکش تعلیم اور اس کی بے نظیر اسلامی خدمات کو احسن طریق پر پیش کرنا مقصود ہے۔ تاکہ جہاں ایک طرف لوگوں کے دلوں کا زنگ صاف ہو۔ وہاں دوسری طرف ان کے دل نورانی صیقل کے ذریعہ روشن ہوتے چلے جائیں اور یہی وہ دو طریق ہیں جو روحانی مصلحوں نے ہمیشہ استعمال کئے ہیں پس جماعت احمدیہ کو چاہیئے کہ خاص توجہ کے ساتھ ان دونوں طریقوں کو استعمال کر کے اسلام اور احمدیت کے غلبہ کے دن کو قریب سے قریب تر لے آئے۔

اس غرض کے لئے ان دو سکیموں پر زور دینا نہایت ضروری ہے جو خدائی نصرت کے ماتحت گذشتہ سال کے آخر اور اس سال کے شروع میں جاری کی گئی ہیں۔ ان میں سے **ایک سکیم** وقف جدید کی ہے جو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جاری فرمائی ہے۔ جس میں وقف کی وسیع سکیم کے ساتھ ساتھ اس کام کو چلانے کے لئے کم از کم چھ روپے فی کس چندہ کی بھی تحریک کی ہے۔ اس سکیم کی غرض دیہاتی علاقوں میں ارشاد و اصلاح کا ایک وسیع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اس کے ماتحت مغربی پاکستان کے طول و عرض میں ارشاد و اصلاح کا ایک وسیع پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ اور **دوسری سکیم** وہ ہے جو حضرت امیر المومنین کی منظوری سے محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر پیش کی تھی جس کا مقصد ربوہ کے ماحول کی اصلاح ہے۔ خدا کے فضل سے یہ دونوں سکیمیں بہت ضروری اور اپنے نتائج کے لحاظ سے نہایت مبارک اور بہت دور رس ہیں۔ پس دوستوں کو چاہیئے کہ اس سال کے پروگرام میں ان دونوں سکیموں کو خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھیں اور انہیں کامیاب بنانے کے لئے پوری پوری جدوجہد اور انتہائی قربانی سے کام لیں۔ ان سکیموں کی تفصیل الفضل میں بار بار آ چکی ہے۔ اور اس جگہ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ اب جبکہ نیا سال شروع ہو رہا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اپنے حالات اور خطرات کا پورا پورا جائزہ لے کر **ایک طرف** تو اپنے نوجوانوں کی اصلاح کے متعلق خاص توجہ دیں تاکہ وہ صرف نسلی یعنی نام کے احمدی نہ رہیں بلکہ حقیقی احمدی بن کر اسلام اور احمدیت کے حق میں گویا ایک زبردست مقناطیس بن جائیں جو نہ صرف خود پاک ہوں بلکہ دوسروں کو بھی اپنے پاک نمونہ سے اپنی طرف کھینچتے چلے جائیں۔ اور **دوسری طرف** وہ احمدیت کے متعلق بے بنیاد غلط فہمیوں کو دور کر کے

احمدیت کے دلکش نقوش اور اس کی اسلامی خدمات کو لوگوں تک اسطرح پہنچائیں کہ ملک کی فضاء خدائی نور سے معطر ہو جائے۔ اور یہ شخص عہد کرے کہ میں اوپر کی دو سکیموں کو کامیاب بنا کر دم لیتا ہے۔ وان ذالك على الله یسیر۔

تیسری بات یہ ہے کہ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی صحت اور کام کی طاقت و توانائی کی پوری پوری بحالی کے واسطے خاص طور پر دعا کی جائے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے احسان کو شناخت کرنے کے لئے اسی بات پر غور کرنا کافی ہے کہ حضور نے اپنی خلافت کے آغاز میں جماعت کو کس کمزوری اور بے بسی کی حالت میں پایا۔ اور اب وہ خدا کے فضل سے کس وسعت اور کس کثرت اور کس طاقت کو پہنچ چکی ہے۔ پس اب جب کہ حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنی بیماری اور کمزوری کی وجہ سے اپنی طاقت میں طبعاً کمی اور انحطاط محسوس فرماتے ہیں تو یہ انتہاء درجہ کی بے وفائی ہوگی کہ جماعت جس نے حضور کے ہاتھ سے ہزارہا شیریاں تاشیں کھائی ہیں حضور کی عمر کے اس حصہ میں حضور کے لئے دعا کرنے اور حضور کے متعلق دردمند ہونے میں غفلت برتے۔ پس اس سال کی **تیسری اپیل** میری یہ ہے کہ جماعت کے مخلصین حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ کے لئے دعا کرنے اور **صدقہ و خیرات** اور صوم و صلوٰۃ کے ذریعہ اس دعا کو تقویت دینے کی طرف بیش از بیش توجہ دیں۔ جماعت کا حال اور **جماعت کا مستقبل** اس وقت خاص بلکہ خاص الخاص توجہ اور دعاؤں کا متقاضی ہے اور بدقسمت ہے وہ انسان جو اس نازک وقت کو غفلت میں گزار دے۔ خدا کرے کہ ایسا نہ ہو اور خدا کرے کہ میری یہ دردمندانہ اپیل ہمارے بھائیوں کے دلوں میں اثر پیدا کرے اور احمدی **والدین اور احمدی صدر صاحبان اور احمدی امراء صاحبان** سب یک جان ہو کر ایک طرف اصلاح و ارشاد اور دوسری طرف دعاؤں میں لگ جائیں۔ آمین

یا ارحم الراحمین و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین۔

نوٹ:- یہ مضمون میں نے جنوری کے آغاز میں شروع کیا تھا مگر اعصابی تکلیف اور بے خوابی کی وجہ سے اسے جلد ختم نہیں کر سکا۔ بلکہ آہستہ آہستہ لکھ کر اور اوپر تلے کئی دنوں کا ناغہ کر کے قریباً ایک ماہ میں آج ختم کیا ہے۔ اور پھر بھی وہ میری خواہش کے مطابق مکمل نہیں ہوا۔ حالانکہ صحت کے زمانہ میں ایسا مضمون قریباً ایک گھنٹہ میں لکھ لیا کرتا تھا۔ لہٰذا اپنے لئے بھی۔ دوستوں سے دعاؤں کی درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ مجھے آخر تک یعنی

"زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند"

خدمتِ دین کی توفیق دیتا رہے اور میری کمزوریوں کو معاف فرمائے اور انجام بخیر ہو۔ والسلام خاکسار راقم آثم

مرزا بشیر احمد

ربوہ $5\frac{2}{58}$

(الفضل ۸ر۲ر۵۸ء)

ہندوستانی کیلنڈر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

کیلنڈروں کی کثرت اس وقت ہندوستان کے مختلف علاقوں میں تیس قسم کے کیلنڈر جاری ہیں۔ اہل ہند اپنے مذہبی تہواروں کے دنوں کی تعیین اپنی کیلنڈروں سے کرتے ہیں۔ لیکن کیلنڈروں کی کثرت کا یہ نتیجہ ہے کہ کوئی ایک تہوار سارے ہندوستان میں ایک تاریخ کو نہیں منایا جا سکتا۔ حتیٰ کہ ہندو دھرم کا بڑا تہوار جیسے سرسوتی پوجا بھی سارے بھارت میں ایک دن نہیں ہوتی۔ پوری کا رنغو یاترا بھی بنگال و اڑیسہ میں ایک دن نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر علاقے میں جدا جدا کیلنڈر جاری ہے۔ علاقائی باشندے اپنے اپنے کیلنڈر سے تہوار کی تاریخ کا اعلان کرتے ہیں۔ اور یہ تاریخیں ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتی ہیں۔ مثلاً ۲۱ر مارچ ۱۹۵۷ء بنگال میں ساتویں چیترا کو اڑیسہ میں ۸ر چیترا کو اور جنوبی ہند میں ۸ر پھاگنا کو پڑا۔ اس سے ہمارے کیلنڈروں کا اختلاف ظاہر ہے بلکہ یہ کہ ہمارے ملکی کیلنڈروں کا بڑا نقص ہے۔ بھارت کے علاوہ دوسرے ملکوں کو دیکھئے تو ہر ملک کا اپنا ایک ایسا کیلنڈر ہے جو سارے ملک میں چلتا ہے۔ مثلاً مسلمانوں کا ہجری۔ یورپ کا گریگوری۔ جب تک بھارت پر مسلمانوں کی حکومت رہی یہاں ہجری سنہ جاری رہا۔ ہندوستان میں سنہ ہجری ۱۲۰۰ء میں جاری ہوا۔ اور ۱۷۵۷ء تک جاری رہا۔ درمیان میں ۱۵۵۶ء سے ۱۶۳۰ء تک یہ کیلنڈر بند رہا۔ شہنشاہ اکبر نے اس کی جگہ تاریخ الٰہی جاری کر دی تھی۔

مسلمانوں کے بعد جب انگریز آئے تو ہندوستان میں گریگوری کیلنڈر جاری ہوا۔ یہ وہی کیلنڈر ہے جو جنوری سے شروع ہوتا ہے۔ اور دسمبر پر ختم ہوتا ہے۔ یہ کیلنڈر پوپ گریگوری کی طرف منسوب ہے۔ لیکن اب ہمارا ملک آزاد ہو چکا ہے ہر آزاد ملک کی طرح ہمارا اپنا ایک ملکی کیلنڈر ہونا چاہیئے۔ آخر ہم دوسروں کے سہارے سے کب تک اپنے ملک کا کام چلاتے رہیں گے۔

ہندوستانی کیلنڈر حکومت ہند نے اس ضرورت کے ماتحت ایک دیسی کیلنڈر کی تشکیل ضروری سمجھی۔ چنانچہ نومبر ۱۹۵۲ء میں حکومت نے ایک کیلنڈر ریفارم کمیٹی قائم کی جس کے صدر پروفیسر میگھ ناتھ سہا مقرر ہوئے۔ کمیٹی نے ۱۹۵۵ء میں اپنی سفارشات حکومت کو پیش کیں۔ ہندوستانی کیلنڈر کی تشکیل پر جب غور کیا گیا۔ تو معلوم ہوا کہ پرانے ہندوستانی ہیئت دانوں نے اپنے کیلنڈر میں ۳۶۵ دن ۶ گھنٹے اور ۱۲ منٹ کا سال رکھا تھا۔ حالانکہ موسمی سال ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے اور ۴۸ منٹ کا ہوتا ہے۔ اس کی کمی بیشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ چودہ صدیوں میں ہمارا سال ۲۲ دن آگے ہو گیا۔ ہمارے سال کی ابتداء موسم بہار سے ہوتی ہے۔ اور موسم بہار کا نقطۂ اعتدال ۲۱ر مارچ کو ہوتا ہے اس لئے ہندوستانی سال ۲۲ر مارچ سے شروع ہونا چاہیئے۔ مگر آجکل یہ سال ۱۳ یا ۱۴ر اپریل کو شروع ہوتا ہے۔

کہتے ہیں کہ پہلے اسی قسم کی غلطی گریگوری میں بھی تھی۔ مگر ۱۵۸۲ء میں کیتھولکوں نے اپنے پوپ گریگوری سیزدھم کی ہدایت پر اس کی اصلاح کر لی۔ انگلستان والوں نے ۱۷۵ سال بعد اس کو استعمال کیا۔

کمیٹی نے اپنی سفارشات میں یہ بھی کہا ہے کہ ہندوستانی کیلنڈر کے لئے شک سمبت استعمال کیا جائے۔ چونکہ شک حکمرانوں نے سب سے پہلے اس کو رائج کیا۔ پہلی صدی عیسوی یعنی ۷۸ء میں ہندوستان کے پرانے ہیئت دانوں نے شک سمبت کا استعمال شروع کر دیا تھا۔

کمیٹی نے سال اور مہینوں کی مدت۔ مہینوں کے نام۔ نکشتروں کا شمار۔ دنوں کی گنتی کے طریقہ پر بھی غور کیا۔

کمیٹی نے ہندوستانی کیلنڈر کے لئے یہ تجاویز منظور کیں

۳۶۵ء۲۴۲۲ دنوں کا سال اور سال کا پہلا دن موسم بہار کے نقطۂ اعتدال کا پہلا دن یعنی ۲۲ر مارچ ہوگا۔

تمام حساب ہندوستان کے ایسے مرکزی مقام سے لگائے جائیں گے۔ جو $82\frac{1}{2}$ مشرقی طول البلد اور ۲۳ر شمالی عرض البلد میں ہو۔

عام مقصد کے لئے دن کا شمار مرکزی مقام کی آدھی رات سے ہوگا۔ مگر مذہبی مقاصد کے لئے طلوع آفتاب سے دن شروع ہوگا۔

لوند کے سال معمولی سال تو ۳۶۵ دنوں کے ہوں گے۔ مگر لوند کے سال میں ۳۶۶ دن ہوں گے۔ لوند پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ شک سمبت میں اگر ۷۸ کی مد و شامل کرنے سے کل تعداد ۴ سے تقسیم ہو جائے تو وہ سال لوند کا ہوگا۔ لیکن جب کل تعداد ایک سو کا حاصل ضرب ہو تو لوند کا سال اسی وقت ہوگا جب وہ ۴۰۰ر سے تقسیم ہو جائے۔ ورنہ عام سال ہی مانا جائے گا۔

سال کا پہلا مہینہ چیترا کہلائے گا۔ عام سال میں یہ مہینہ ۳۰ دنوں کا اور لوند کے سال میں ۳۱ر دنوں کا ہوگا۔

چیترا کے بعد کے مہینے ۳۱، ۳۱ر دنوں کے ہوں گے۔ اور آخری چھ مہینے ۳۰، ۳۰ر دنوں کے۔ اس طرح ہندوستانی کیلنڈر گریگوری کیلنڈر کے مطابق ہوگا۔ عام سال میں یکم چیترا ۲۲ر مارچ کو اور لوند کے سال میں ۲۱ر مارچ کو ہوگا۔

ہندوستانی اور گریگوری میں مطابقت ہندوستانی کیلنڈر شک سمت کی گریگوری کیلنڈر سے یوں مطابقت ہوگی۔

شک سمت	تعداد ایام ماہ	گریگوری
یکم چیترا	۳۰ر دن	۲۲ر مارچ
" بیساکھ	۳۱ر دن	۲۱ر اپریل
" جیشٹھ	۳۱ر دن	۲۲ر مئی
" اساڑھ	۳۱ر دن	۲۲ر جون
" سراون	۳۱ر دن	۲۳ر جولائی
" بھادرا	۳۱ر دن	۲۳ر اگست
" اسوینا	۳۰ر دن	۲۳ر ستمبر
" کارتک	۳۰ر دن	۲۳ر اکتوبر
" اگراہنیا	۳۰ر دن	۲۲ر نومبر
" پوس	۳۰ر دن	۲۲ر دسمبر
" ماگھ	۳۰ر دن	۲۱ر جنوری
" پھاگن	۳۰ر دن	۲۰ر فروری

موسمی مہینوں کے نام یہ ہوں گے

گرمی کے مہینے	بیساکھ اور جیٹھ
برسات کے مہینے	اساڑھ اور سراون
خزاں کے مہینے	بھادرا اور اسوینا
ہیمنت (آخری خزاں)	کارتک اور اگراہنیا
سرما	پوس، ماگھ
بہار	پھاگن اور چیترا

ہندوستانی کیلنڈر کا اجراء حکومت ہند کی سائنس اور صنعتی تحقیقات کی کونسل نے پانچ سال کے لئے "ہندوستانی کیلنڈر" جاری کر دیا ہے۔ اس کا اجراء یکم چیترا ۱۸۷۹ء مطابق ۲۲ر مارچ ۱۹۵۷ء سے ہو گیا ہے۔

واضح ہو کہ شک سمت کیلنڈر کوئی نیا کیلنڈر نہیں ہے بلکہ جیسا کہا گیا یہ ۱۸ سو سال سے جاری ہے۔ حکومت ہند کی کیلنڈر ریفارم

کمیٹی نے صرف اس پر اصلاح کی ہے اس لئے ہندوستانی کیلنڈر میں شک سمت پر شبہ نہیں ہوگا۔ بلکہ ۱۸۷۹ شک سمت لکھا ہوا ہوگا۔

شمسی و قمری کیلنڈر

کیلنڈر کے سلسلہ میں یہ ملحوظ رہنا چاہیئے کہ کیلنڈر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شمسی اور دوسرا قمری۔ عموماً ہر قوم کے مذہبی تہواروں میں قمری کیلنڈر کا استعمال ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چاند کے ذریعہ مہینوں کی تقسیم بہت آسان ہے۔ ایک ان پڑھ کسان کو بھی جب افق پر چاند کی سنہری پیشانی نظر آتی ہے تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ اب نیا مہینہ شروع ہو گیا۔ مگر اس میں نقص یہ ہے کہ اس سے موسم کی تعیین نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ مذہبی رنگ میں جتنی برسیاں اور یادگاریں منائی جاتی ہیں۔ اس میں موسم کی رعایت نہیں کی جا سکتی۔ مسلمانوں کے تہوار محرم کو ہی لیجئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ موسم گرما میں شہید ہوئے۔ اور گرمی اور لو سے آپ کا قافلہ بہت آزردہ ہوا۔ لیکن آجکل ماہ محرم میں جو آپ کی شہادت کی یادگار منائی جاتی ہے۔ وہ کبھی گرمی میں پڑتی ہے اور کبھی کڑاکے کی سردی میں۔ اس وقت لوگوں کا موسم گرما کا سماں پیدا کرنا۔ ململ کی کالی قمیص پہننا ٹھنڈا شربت پلانا اور لوگوں پر گلاب پاشی کرنا نہایت بے موقع معلوم ہوتا ہے۔ یہ بے ربطی محض قمری کیلنڈر کے استعمال سے پیدا ہوئی ہے۔ اگر شمسی کیلنڈر استعمال کیا جاتا تو ہمیشہ یوم حسین رضی اللہ عنہ اسی موسم میں منایا جاتا جس موسم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے۔

کیلنڈر اور مصنوعی چاند

جبر اب تو علم نے اتنی ترقی کر لی ہے کہ کہتے ہیں اسی چیز کی تلاش نے انسان پر مصنوعی چاند بنانے کی راہ کھولدی ہے اور اب لوگ کیلنڈر کے ذریعہ وقت و تاریخ کی اتنی صحیح تعیین کیا کریں گے کہ کسی واقعہ کے وقت سورج اور اجرام فلکی اپنے اپنے مدار کی جس لکیر پر ہوں گے۔ ٹھیک اسی وقت اس واقعہ کی یادگار منائی جا سکے گی۔ یہ خوبی ابھی گریگوری کیلنڈر کو بھی حاصل نہیں ہے۔ اس میں بھی خرابی پائی جاتی ہے۔ اور یو۔ این۔ او سے درخواست کی گئی ہے کہ اس کو دور کرنے کے لئے ایک کمیٹی مقرر کرے۔

مذاہب اور قمری کیلنڈر

اہل مذاہب جو عہد قدیم سے مذہبی تہواروں کے لئے قمری کیلنڈر استعمال کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ شمسی کیلنڈر سے آسان ہے۔ لیکن کسی مذہب خصوصاً اسلام نے شمسی کیلنڈر کی اہمیت نظر انداز نہیں کی۔ بلکہ قرآن پاک نے بھی کہا ہے کہ موسموں کا صحیح صحیح حال معلوم کرنے کے لئے سورج ہی کی رفتار پر نظر رکھنی ہوگی۔ هو الذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین و الحساب۔

اس آیت کریمہ میں سال کا تعلق سورج سے اور حساب کا تعلق چاند سے بتایا گیا ہے۔ اور عہد قدیم سے دنیا کا یہی دستور چلا آ رہا ہے۔ لہٰذا اہل مذاہب کے لئے ضروری ہے کہ وہ قمری واقعات کو شمسی کیلنڈر کے مطابق کر دے۔ اس سے واقعات کے موسم میں یکسانیت پیدا ہوگی اور زمانۂ وقوع کا صحیح تصور ہوگا۔

مسلمانوں کا قومی کیلنڈر ہجری ہے مگر ایک تقویم شمسی بنانے کا سوال اکثر ان کے سامنے بھی رہا۔ بعض مسلم ہیئت دانوں نے تو تقویماً آلشمسی کے نام سے رسالے لکھے۔ مگر اسے مکمل صورت میں پیش کرنے کی توفیق جماعت احمدیہ کو ملی۔ جماعت احمدیہ نے سنہ ہجری کے ساتھ ایک اسلامی تقویم شمسی بھی جاری کر دی ہے۔

حکومت ہند نے کیلنڈر کے لئے جو قدم اٹھایا۔ ہم اس پر اسکو مبارک دیتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ یہ ملک کے لئے فال نیک اور ہندوستانی قوموں کے لئے اتحاد۔ محبت اور یکجہتی کا پیغام ہو۔ حکومت ہند نے یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ ہمارے قومی کیلنڈر شک سمت کے ہر سال کا پہلا دن ہمارے لئے خوشی اور تعطیل کا دن ہو۔ چنانچہ ہر یکم چیترا کو ملک میں عام تعطیل ہوا کرے گی۔ اور ہمارے سال کا پہلا دن ہمیں جام مسرت پلایا کرے گا۔

ولادتیں

(۱) دو لڑکوں کے بعد مورخہ ۱۲/۲/۵۸ کو اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے ہاں لڑکی تولد ہوئی۔ نومولودہ کے قرۃ العین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(بشیر احمد حافظ آبادی قادیان)

(۲) مورخہ ۱۵/۲/۵۸ کو اللہ تعالیٰ نے مجھے دوسری لڑکی عطا فرمائی۔ احباب جماعت سے عزیزہ کے خادمہ دین اور صالحہ بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

سید شہامت علی پرکھا کر قادیان

ایک نہایت مبارک تصنیف

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی)

ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان نے کچھ عرصہ ہوا اصحاب احمد کی چوتھی جلد شائع کی ہے۔ یہ جلد حضرت منشی ظفر احمد صاحب مرحوم کپور تھلوی کی روایات پر مشتمل ہے۔ حضرت منشی صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم ترین صحابہ میں سے تھے۔ اور اول درجہ کے فدائی اور مخلص تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی گویا انہیں اپنے بچوں کی طرح سمجھتے تھے۔ اس لحاظ سے یہ مجموعہ نہایت درجہ قابل قدر اور روحانیت سے معمور ہے۔ میں نے جب اسے پڑھنا شروع کیا تو اسے چھوڑ نہیں سکا۔ جب تک کہ ختم نہیں کر لیا اور اس کے بعد بھی کئی دفعہ پڑھا ہے۔ ان روایات کو پڑھ کر انسان یوں محسوس کرتا ہے۔ کہ گویا وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں پہنچ گیا ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اعلیٰ و ارفع اخلاق کے علاوہ اس بات پر بھی بھاری روشنی پڑتی ہے۔ کہ اپنے صحابہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کیسا مشفقانہ سلوک تھا۔ اور حضور کے صحابہ حضور کے ساتھ کس قسم کا فدائیانہ اور محبانہ رنگ رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اخوی شیخ محمد احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ لائل پور کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے اپنے والد صاحب مرحوم کی روایات کا یہ مجموعہ مرتب کر کے جماعت پر ایک احسان کیا ہے۔ اور ملک صلاح الدین صاحب کو بھی جزائے خیر دے کہ جنہوں نے اس مجموعہ کی اشاعت کا انتظام کیا ہے۔ امید ہے جماعت کے دوست اس رسالہ کو پڑھ کر بہت فائدہ اٹھائیں گے۔ یہ رسالہ مردوں بچوں اور عورتوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہمارے بھائی [illegible] بہنیں اور عزیز اسے ضرور مطالعہ کریں۔ فقط والسلام

(خاکسار مرزا بشیر احمد ایم۔ اے ربوہ)

یوم مصلح موعود کی خوشی میں

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی طرف سے کھیلوں وغیرہ کا پروگرام

قادیان ۲۰ فروری۔ یوم مصلح موعود کی خوشی میں مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کے زیر اہتمام بعد دوپہر مختلف کھیلوں کا پروگرام بنایا گیا جس کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مختصر تقریر اور دعا سے فرمایا۔ کھیلوں کے اس پروگرام میں اراکین مجلس خدام الاحمدیہ کے علاوہ اراکین مجلس انصار اللہ اور مقامی اطفال نے بھی حصہ لیا۔ چنانچہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ نے پلو فائٹ۔ بالٹی ریس۔ والی بال اور دلچسپ کھیل میں حصہ لیا۔ اور اراکین مجلس انصار اللہ کی چیئر ریس ہوئی۔ اس طرح تین سے پانچ سال اور پانچ سے دس سال کی عمر کے اطفال کی علیحدہ علیحدہ دوڑ ہوئی۔ اور بعض اطفال نے دلچسپ کھیل میں بھی حصہ لیا۔ اور اول دوم آنے والوں کو انعامات دیئے گئے۔

جلسہ بوقت شب

بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی شان میں منتخب نظمیں پڑھی گئیں۔ اس میں عزیز عنایت الہیٰ ابن مکرم فضل الہیٰ خان صاحب اول اور عطاء الرحمن صاحب عباسی و یونس احمد صاحب اسلم دوم آئے۔ ان کو بھی انعامات دیئے گئے۔ (قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

تبلیغی دورہ جنوبی ہند کے لئے مخلصانہ تعاون

اس وقت نظارت ہذا کے زیر انتظام جنوبی ہند میں جو تبلیغی دورہ ہو رہا ہے۔ اس کے لئے جنوبی ہند کے بعض مخلص احباب اور جماعتوں نے نہایت قابل قدر تعاون فرمایا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ مکرم جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنت کنٹہ ۔/۳۰۰ روپے

۲۔ مکرم جناب سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیر معہ جماعت ۔/۳۰۰ ״

۳۔ جماعت احمدیہ شموگہ (وعدہ) ۔/۳۰۰ ״

نظارت ہذا اس مخلصانہ تعاون کے لئے ان سب کا شکریہ ادا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و اخلاص میں برکت دے۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

درخواستہائے دعا

(۱) خاکسار ایک عرصہ سے بیمار ہے احباب جماعت اور درویشان قادیان مجھے کامل شفا یابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار محمد یوسف نواب شاہ سندھ (پاکستان)

(۲) بندہ کا ارادہ امسال حج خانہ کعبہ کو جانے کا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یہ سعادت نصیب کرے اور ہم سب کا انجام بخیر ہو اور عرفان و رضاء الہیٰ حاصل ہو۔ آمین

(تابعدار محمد ابراہیم خلیل سابق مبلغ اٹلی و افریقہ حال ربوہ شریف)

منقولات

عجیب تنگ نظری

"قادیانیت کو زک" کے عنوان سے جماعت اسلامی پاکستان کے ایک مشہور نقیب کے ایڈیٹوریل ہے:-

"مذاکرہ (لاہور) کے ایک اجلاس میں چوہدری ظفر اللہ صاحب کو صدارت دی جا رہی تھی۔ پہلے تو اس سے نجات ہوئی۔ پھر اندیشہ تھا کہ اسلم صاحب (پرنسپل ٹریننگ کالج) اپنے مقالہ میں قادیانی ذہنیت کا انعکاس پیش فرمائیں گے۔ لیکن یہ مقالہ بھی ساقط ہو گیا ..... مجلس مذاکرہ کی مجموعی فضا اس کی متحمل نہ تھی کہ قادیانیت کو یہاں سر اٹھانے کا موقع ملے۔"

لیکن اس علمی مذاکرہ میں جس میں شیعہ اور سنی اور "متوددی" اور "پرویزی" اور "ثقافتی" سب ہی قسم کے مسلموں ہی نے نہیں، متعدد غیر مسلموں نے بھی پوری طرح حصہ لیا تھا۔ قادیانیت کے سر اٹھانے کا آخر محل ہی کیا تھا؟ مجمع تو ان کا تھا جو اپنے کو کسی نہ کسی اعتبار سے مسلم کہتے ہیں (اس سے بالکل قطع نظر کر کے کہ دوسرے بھی ان کے اسلام کو کہاں تک معتبر مانتے ہیں) اور اُن کا بھی جو توحید و رسالت کے عدم اقرار کے باوجود اسلام اور مسلمانوں کے ہمدرد ہیں۔ اور تقریروں کا موضوع تو اسلام کے مشترک مفاد کے مسائل تھے۔ وہاں قادیانیت کی تبلیغ کا محل ہی سرے سے کیا تھا۔ جو اس سے اتنا خوف و اندیشہ برتا گیا۔ کیا کوئی قادیانی اگر کہے کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ تو اس کی قادیانیت کے جرم میں اس کے سننے سے بھی انکار کر دیا جائے گا؟ ۔ حضرت تھانوی سے بڑھ کر دین کی غیرت کس کو ہو گی۔ ایک بار ان کی محفل میں ذکر قادیانیت ہی کا تھا۔ اور گفتگو قادیانیت کی ہو رہی تھی۔ ایک صاحب نے غلو کر کے کہا کہ ان لوگوں کے دین و ایمان کا کیا ٹھیک۔ نہ توحید کے قائل نہ رسالت کے۔ حضرت نے فوراً ٹوکا اور فرمایا کہ نہیں توحید میں تو وہ ہمارے بالکل ساتھ ہیں ۔۔۔ یہی معنی ہیں آیہ کریمہ:

یا ایھا الذین آمنوا لا یجرمنکم شنآن قوم الا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی۔
(المائدہ رکوع)

اے ایمان والو! کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر نہ لے آئے کہ تم (اس سے) عدل نہ کرو۔ عدل ہی کرتے رہو کہ یہی تقویٰ سے قریب تر ہے۔

اللہ ہم سب کو غلو سے اپنی پناہ میں رکھے۔

(صدق جدید $\frac{۲}{۵۸}$ ۱۴)

مسئلہ پنجاب

اگر ہندوستان کی پچھلی پچاس برس کی تاریخ پر غور کیا جائے تو ہر انصاف پسند شخص کو اس نتیجہ پر پہنچنا پڑے گا کہ پاکستان کے قائم کرنے کی ذمہ داری اُن ہندو لیڈروں اور ہندو اخبارات کی گردن پر ہے۔ جو مسلمانوں سے نفرت کرتے ہوئے اُن کے خلاف زہر اُگلتے رہے ہیں جس کا ردِ عمل یہ ہوا کہ مسلمانوں کے لیڈروں اور اخبارات نے بھی ان کے جواب میں اپنی آستینیں چڑھا لیں اور سوامی شردھانند کے مقابلہ میں خواجہ حسن نظامی۔ لالہ لاجپت رائے کے مقابلہ میں مسٹر جناح اور مہاشہ کرشن اور لالہ خوشحال چند کے مقابلہ میں ظفر علی خاں اور سید حبیب پیدا ہو گئے۔ ورنہ اگر مسلمانوں کے ساتھ ہندو لیڈر اور ہندو اخبارات نفرت، حقارت اور مخالفت کا سلوک نہ کرتے تو نہ تو مسٹر جناح کو کانگرس سے الگ ہونا پڑتا اور نہ پاکستان قائم ہوتا اور ہندوستان میں وطنیت کا جھنڈا بلند رہتا جس کو بلند رکھنے کے لئے ہندو اور مسلمان دونوں مل کر قربانیاں کرتے۔

ہندوستان کو تقسیم کرنے کے بعد پاکستان قائم ہوا اور اب دنیا کی کوئی طاقت پاکستان کو ختم نہیں کر سکتی چاہے ہندو مہاسبھائی اور جن سنگھی اپنے جلسوں میں پاکستان کو ختم کرنے کے لئے دن رات ڈینگیں مارتے چلے جائیں اور یہ یقین کرنے کی وجوہ موجود ہیں کہ پچھلے دس برس کے اندر پاکستان ہندوستان کے لئے قدم قدم پر نقصان کا باعث ثابت ہوا۔ اور آئندہ بھی یہ ہندوستان کے لئے مصائب و مشکلات پیدا کرنے کا باعث ہو گا۔ پاکستان کے قائم ہونے کے بعد اب ہندوستان کے سامنے سکھوں اور خالصتان کا مسئلہ ہے۔ کیونکہ چند برس پہلے کے حالات کو چھوڑیئے پچھلے آٹھ ماہ کے اندر ہی پنجاب میں اٹھارہ واقعات ایسے ہوئے ہیں جن میں مختلف طریقے استعمال کرتے ہوئے سکھ مذہب کی توہین کی گئی۔ اور ہندو لیڈروں اور ہندو اخبارات نے اس توہین کی حوصلہ افزائی کرنے میں حصہ لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج شاید ہی کوئی سکھ ایسا ہو گا جو اس توہین کو محسوس نہ کرتا ہو۔ چنانچہ گوردواروں کے تالابوں میں سگرٹوں کے ڈبے پھینکے گئے۔ پرسٹروں میں گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے فرضی نام سے سکھوں کو سگرٹ پینے اور بال کٹوانے کی تلقین کی گئی۔ گوردواروں کے سامنے نعرے لگائے گئے۔ گرنتھ صاحب کو پھاڑ کر اس کے اوراق سڑکوں پر پھینکے گئے۔ اور بعض ایسی حرکات کی گئیں جن کا ذکر کرنا بھی سکھوں میں ہیجان و اضطراب پیدا کرنے کا باعث ہو سکتا ہے۔ ان حرکات کا نتیجہ پچھلے ہفتہ جالندھر میں ظاہر ہوا جبکہ ہندوؤں کے جلوس نے گوردوارہ کے سامنے اشتعال انگیز نعرے لگائے اور بقول سکھ لیڈروں کے جلوس کے مجمع نے گوردوارہ کو آگ لگانے کی بھی کوشش کی۔ جس کے باعث پولیس کو گولی چلانی پڑی اور جلوس میں سے دو ہندو ہلاک اور دو درجن کے قریب زخمی ہوئے اور اب پنجاب کے قریب قریب ہر ضلع میں دفعہ ۱۴۴ لگا کر جلوسوں کے نکالنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔

ہندوؤں کے سلوک سے تنگ آ کر اکالی ایک عرصہ سے پاکستان کی طرح اپنے لئے ایک علیحدہ سٹیٹ کا مطالبہ کر رہے ہیں جس کا نام خالصتان ہو اور حب الوطنی کے اعتبار سے اس مطالبہ کو بلا خوف تردید ملک کے ساتھ ایک غداری قرار دیا جانا چاہیئے کیونکہ یہ خالصتان بھی قائم ہونے کے بعد پاکستان کی طرح ہندوستان کے لئے مشکلات و مصائب پیدا کرنے کا باعث ہو گا اور چونکہ سکھ بہت کم تعداد میں ہیں خالصتان کے قائم ہونے کے بعد یہ شاید ختم ہی ہو جائیں کیونکہ آج دُنیا میں کوئی کمزور ملک یا قوم زندہ نہیں رہ سکتی مگر سوال یہ ہے کہ پنجاب کے موجودہ حالات اور موجودہ فضا میں کیا سکھوں کو اپنی علیحدہ سٹیٹ کے مطالبہ کا حق حاصل نہیں۔ جس صورت میں کہ ہندوؤں کے لیڈر اور اخبارات اب سکھوں کی بھی بالکل اُسی طرح ہی مخالفت کر رہے ہیں جس طرح انہوں نے پاکستان قائم ہونے سے پہلے نصف صدی تک مسلمانوں کی کی تھی۔ اور ہندوؤں کا سکھ معابد کی توہین کرنا تو ایک ایسا ناپاک قدم ہے جو سکھوں کو دماغی توازن سے محروم کر دینے کا باعث بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس کے بعد یہ خلاف توقع نہ ہو گا کہ سکھ بھی قانون شکنی اور فتنہ و فساد پر آمادہ ہو جائیں۔

پنجاب کے ان حالات میں کوئی انصاف پسند شخص پنجاب گورنمنٹ اور مرکزی حکومت کو بھی بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا۔ کیونکہ پہلے تو ان گورنمنٹوں نے سکھوں کے مطالبہ خالصتان یا پنجابی صوبہ کی سپرٹ کو کچلنے کی کوشش نہ کی بلکہ اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھا کر اس کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی اور اس کے بعد جب آریہ سماجیوں نے ہندی زبان کے نام پر سکھوں کے خلاف تحریک شروع کی تو اس کے خلاف بھی کوئی سخت قدم نہ اٹھایا گیا اور ان کو گرفتار کر کے چھوڑ دینا ایک تماشا تھا جو گرفتار ہونے والوں کے لئے بے حد حوصلہ افزائی کا باعث ثابت ہوا۔ بہر حال اب سوال یہ ہے کہ پنجاب کے حالات کیونکر درست ہوں اور اس مسئلہ کا حل کیا ہو۔ اس کے متعلق ہماری تجویز یہ ہے کہ ایک نیا قانون نافذ کیا جائے۔ جس کے مطابق ہر اس لیڈر کو طویل عرصہ کے لئے قید کی سزا دی جائے جو مذہب یا زبان کے نام پر فتنہ پیدا کرنے کا باعث ہو اور ہر اس اخبار کو بند کر کے جہنم رسید کیا جائے جو ملک کی فضا کو خراب کرنے کا باعث ہو۔ آزادی کے نام پر فرقہ پرست لیڈروں اور اخبارات کو ملک کی فضا کو گندہ کرنے کی اجازت دینا خاتمت الذلیلتی نہیں۔ ایسے لوگوں یا اخبارات کا تو کچل دیا جانا ہی بہتر ہے یہ چاہے ہندوؤں سے تعلق رکھتے ہوں یا سکھوں سے یا کسی دوسرے مذہب سے۔ (ریاست $\frac{۲}{۵۸}$ ۱۷)

"رنگیلا رسول" کا نیا فتنہ

بہتنا برس ہوئے ہندوستان کی تقسیم سے پہلے لاہور میں ایک کتاب "رنگیلا رسول" کے نام سے شائع کی گئی جس میں پیغمبر اسلام کی ذات پر گندے حملے کئے گئے تھے۔ اس کتاب کے خلاف مسلمانوں میں بہت سخت غم و غصہ پیدا ہوا تھا اور اس کتاب کے پبلشر کا قتل بھی ہوا اور اس سلسلہ کا یہ شرمناک واقعہ ہے کہ اس قسم کی ہی یا اُس کتاب کا ترجمہ اب ہندی میں شائع کیا گیا ہے۔ جس کو دہلی گورنمنٹ نے اس ہفتہ ضبط کر لیا ہے۔

اگر کوئی شخص پیغمبر اسلام کی ذات پر حملہ کرتا ہے تو کسی مسلمان کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس کتاب کے مصنف کے مذہبی رہنما کی ذات کے خلاف کوئی کتاب شائع کر دے کیونکہ جہاں تک مذہبی رہنماؤں کے خلاف گندگی اچھالنے کا سوال ہے کوئی شخص بھی ایسی کمینہ حرکت کر سکتا ہے۔ اور یہ سلسلہ صرف ہندوؤں یا مسلمانوں تک ہی محدود نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ خود شیشے کے کمرے میں بیٹھ کر دوسروں پر پتھر برسانا کیا عقلمندی ہے اور اگر مذہبی جھگڑوں کے باعث ہمارے ملک کی فضا خراب ہو تو کیا اسے حب الوطنی قرار دیا جا سکتا ہے۔

جو لوگ اپنے مذہبی رہنماؤں کی دوسروں سے عزت کرانا چاہتے ہیں ان کے لئے مناسب یہ ہے کہ وہ خود بھی دوسرے مذاہب کے رہنماؤں کی عزت کریں۔ اور پھر جس صورت میں کہ ہر مذہب کے رہنما بلند تھے کسی بھی مذہبی رہنما کی توہین کرنا کیا کم ظرفی نہیں جس پر مذہبی شر انگیزوں کو خود ہی غور کرنا چاہیئے۔ (ریاست $\frac{۲}{۵۸}$ ۱۷)

درخواستہائے دعا۔ (۱) مکرم مولوی محمد سلیم صاحب فاضل مبلغ کی اہلیہ بیمار ہیں اور کلکتہ کے ہسپتال میں زیر علاج ہیں دعا فرمائیں کہ صحت فرمائی جائے۔ (۲) ملک انوار احمد صاحب ابن ملک محمد اسمٰعیل ٹیٹنہ لاہور میں دل کے عارضہ سے بیمار ہیں دعا فرمائیں کہ صحت فرمائی جائے۔ فیض احمد گجراتی درویش

قادیان میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد

پیشگوئی مصلح موعود کے مختلف پہلوؤں کی تشریح و تفصیل اور نشان آسمانی کا بیان

از مکرم بھائی اللہ دین صاحب سیکرٹری تبلیغ لوکل انجمن احمدیہ قادیان

۲۰ فروری کا دن تاریخ احمدیت میں ایک عظیم الشان دن ہے۔ یہ دن آتے ہی عاشقانِ احمدیت اور فدایانِ حقیقی اسلام کے سینے بے پناہ خوشیوں اور روحانی ولولوں سے بھرپور ہو جاتے ہیں۔ یہ تاریخ جماعت احمدیہ کو اس مبارک دن کی یاد تازہ کراتی ہے۔ جس دن مامور من اللہ حضرت مسیح موعود مہدی مسعود کو اللہ تعالیٰ نے منکرین اسلام اور مخالفین احمدیت کے لئے ایک کھلا کھلا اور عظیم الشان نشانِ آسمانی عطا فرمایا تھا۔ ہاں وہی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء جس دن پیشگوئی مصلح موعود کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ کی ہوشیارپور میں عقدہ کشائی ہوئی۔ اور وہ پیشگوئی عین اپنے وقت پر سیدنا و امامنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی کے وجود مبارک میں پوری ہوئی۔ آپ کے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ فرمایا اس کی ایک جھلک آپ حضرات بدر کے گذشتہ پرچہ مصلح موعود نمبر میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ قادیان میں اس خوشی میں ہر سال اس دن اس الٰہی نشان کی یاد تازہ کرنے کے لئے "یوم مصلح موعود" منایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس سال بھی ۲۰ فروری کو محترم مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت مقامی کی زیر صدارت یہ جلسہ مسجد اقصیٰ میں ٹھیک صبح دس بجے منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد جلسہ کی کارروائی کا افتتاح کرتے ہوئے محترم صدر صاحب نے اس جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ یہ دن جماعت کے لئے کوئی دنیاوی خوشی کا دن نہیں بلکہ روحانی اور دینی خوشی و مسرت کا دن ہے۔ آج سے تقریباً بہتر سال قبل قادیان کے بعض غیر مسلم احباب نے حضرت مسیح موعود کی خدمت میں لکھا کہ آپ غیر ملکوں میں دعوت اسلام کے اشتہار بھیجتے ہیں ہمارا بھی حق ہے کہ ہم آپ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خارقِ عادت نشان دیکھیں۔ چنانچہ آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ "تیری عقدہ کشائی ہوشیارپور میں ہوگی"۔ چنانچہ بحکم الٰہی آپ ہوشیارپور تشریف لے گئے اور وہاں چالیس روز تک چلہ کشی کی۔ روزے رکھے۔ ریاضتیں کیں۔ اور اسلام کی حقانیت اور صداقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات کے لئے دنیا مان جانے کی خاطر خدا کے حضور نہایت گریہ وزاری سے دعائیں کیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے شرف قبولیت بخشا۔ اور ایک عظیم الشان اور اعلیٰ روحانی صفات سے متصف فرزند کی ولادت کی خبر دی۔ جسے بطور پیشگوئی آپ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو ایک اشتہار کی صورت میں شائع فرما دیا۔ اسی پیشگوئی کے پورا ہونے کے مختلف پہلوؤں پر آج کے جلسہ میں روشنی ڈالی جائے گی۔

پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر

چنانچہ پہلی تقریر احمد حسین صاحب متعلم مدرسہ احمدیہ نے "پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر" کے موضوع پر کی۔ جس میں بتایا کہ آج سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے آخری زمانہ میں مہدی مسعود کے بعد ہونے والے مصلح موعود کی پیشگوئی کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:-

"یتزوج ویولد لہ"

یعنی امام مہدی شادی کرے گا اور اس سے مبشر اولاد ہوگی۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے عزیز موصوف نے قادیان کے بعض غیر مسلم حضرات کی طرف سے نشان طلبی کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی مصلح موعود کا پس منظر احسن طریق پر واضح کیا۔

اس کے بعد مکرم محمود احمد صاحب عارف نے پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پڑھ کر سنائی۔

علوم ظاہری و باطنی سے پُر مصلح موعود

تیسری تقریر محترم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔اے نے فرمائی۔ جس میں آپ نے ثابت کیا کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ہی مصلح موعود ہیں۔ الہام الٰہی کے مطابق علوم ظاہری اور باطنی سے پُر ہیں۔ محترم مقرر نے ۱۹۱۴ء سے لے کر آج تک کے عرصہ میں حضور کی مختلف سیاسی میدانوں میں دور اندیشی کو بیان کرتے ہوئے آپ کے ظاہری علوم کو واضح کیا۔ کہ آپ کی نظر وہاں پہنچتی ہے جہاں سیاسی دنیا کا بڑے سے بڑا لیڈر بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مثلاً مسلمانوں کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کی اسکیم ۱۹۲۶ء میں آپ نے ہی ہندوستان کے مسلمانوں کے سامنے پیش کی۔ ۱۹۲۹ء میں جب مانٹیگو چیمسفورڈ کمیشن ہندوستان آیا۔ تو حضور نے اُس وقت سیاستدانوں کے سامنے جو کچھ رکھا وہ رہتی دنیا تک سنہرے حروف میں لکھا جاتا رہے گا۔ حضرت امیر المومنین کی اُس دور اندیشی اور موقعہ شناسی کی ہندوستان سے لے کر لنڈن تک تعریف کی گئی۔ اور ہندوستان کے بڑے سے بڑے سیاستدان اس معرکۃ الآراء کتاب کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

پھر ۱۹۴۷ء میں آپ کی صحیح قیادت کے نتیجہ میں ہی تمام احمدی بسلامت پاکستان پہونچے اور وہاں خاص تنظیم کے ماتحت ایک علیحدہ شہر ربوہ آباد کیا۔ جو ایک فعال قوم کے لئے اشد ضروری تھا۔ اور پھر وہاں سے دنیا کے طول و عرض میں تبلیغ اسلام کے مراکز اور مبلغین کا جال بچھا دیا۔ اس کے علاوہ آپ کے ظاہری علوم و دور اندیشی مقامی طور پر بھی ظاہر ہوئی کہ آپ نے ہندوستان میں مختلف مندروں اور گوردواروں کو عطیات دیئے۔ اور مختلف یتامیٰ و بیوگان کے وظائف لگائے جو اب تک جاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے باطنی علوم میں بھی آپ کو کمال اور امتیاز بخشا۔ چنانچہ آپ نے قرآن کریم دنیا کے کونے کونے میں وہاں کی زبانوں میں پہنچا دیا۔ اب تک ایک درجن سے زیادہ زبانوں میں قرآن کے تراجم آپ کی نگرانی میں ہو گئے۔ نیز حضور نے جو قرآن کریم کی تفسیر کبیر اور تفسیر صغیر لکھی یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے جو رہتی دنیا تک یادگار رہے گا اور حضور کے مصلح موعود ہونے پر مہر تصدیق ثبت کرتا رہے گا۔ یہ علم اسی کو ملتا ہے جو یگانہ ہو۔ آپ نے دنیا بھر کے علماء کو چیلنج دیا کہ میرے مقابل میں کوئی آ کر تفسیر لکھے۔ مگر کوئی نہ آیا۔ اسکے علاوہ آپ کی سینکڑوں کی تعداد میں کتب و تقاریر چھپ چکی ہیں۔ جنہوں نے مکفرین اور مکذبین کی زبان بندی کر دی ہے۔ یہ ہے وہ علوم ظاہر او باطن کا زندہ معجزہ جو آپ کے ذریعہ ظاہر ہوا۔

خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا

اس کے بعد عبد السلام مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ نے "خدا کا سایہ اُس کے سر پر ہوگا" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے ۱۰ مارچ ۱۹۵۴ء کو آپ پر ہونے والے قاتلانہ حملے کا ذکر کر کے بتایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس طرح بچایا۔ اس سے قبل احراریوں کے شر سے پھر ۱۹۴۷ء میں آپ اور اکثر جماعت کس طرح محفوظ پاکستان پہنچ گئی۔ جبکہ حالات بالکل مخالف تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر اپنا سایہ رکھا۔ احراریوں نے کہا تھا کہ ہم قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے ارادوں کو ہمیشہ ناکام بنایا

قومیں اس سے برکت پائیں گی

اس کے بعد عزیز محمد عمر صاحب مالاباری متعلم مدرسہ احمدیہ نے "قومیں اس سے برکت پائیں گی" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ آپ کے ذریعہ تبلیغ اسلام زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ دنیا کا کوئی بڑا ملک باقی نہیں جہاں آپ کے ذریعہ اسلامی مشن قائم نہ ہوا۔ اور وہاں کی اقوام نے برکت نہ پائی ہو۔ کیا سفید اقوام اور کیا سیاہ اقوام آپ کے ہاتھ پر جمع ہوتی چلی جا رہی ہیں اور عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ یہی وہ دین ہوگا جسے عزت کے ساتھ یاد کیا جائے گا۔

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا

اسکے بعد محترم مولوی محمد حفیظ صاحب فاضل ایڈیٹر بدر نے "وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا" کے موضوع پر روشنی ڈالی آپ نے فرمایا کہ حضور نے پچیس سال کی عمر میں مسند خلافت کو رونق بخشی۔ مگر اس سے قبل بھی آپ کی ذہانت کم نہ تھی۔ آپ نے کم سنی میں ہی ایک مضمون لکھا جس پر بزعم خود ... چوٹی کے عالم مولوی محمد علی صاحب مرحوم تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ اس مضمون پر ان کا تبصرہ اب بھی موجود ہے۔ یہی نہیں بلکہ ۱۹۱۴ء میں جب بعض غدار لوگوں نے خلافت کو ختم کرنے کی اسکیم بنائی۔ تو آپ نے ایک نہایت دانا جرنیل کے فرائض ادا کرتے ہوئے خلافت کے نظام کو مضبوط کر کے جس ذہانت کا ثبوت دیا۔ وہ تاریخ اسلام میں ایک مجسم روشنی کا مینار ہے۔ جس کی شعاعیں مشرق و مغرب میں اپنا روحانی نور پھیلا رہی ہیں۔ آپ کے عہد خلافت میں قادیان میں بھی اور قادیان کے باہر بھی جماعت اور نظام خلافت کے خلاف بیسیوں فتنے وقتاً فوقتاً اُٹھتے رہے۔ لیکن حضور کی ذہانت اور فراست کے پہاڑ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتے رہے۔

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

اسکے بعد محترم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔ اے نے "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" کے حصہ پر روشنی ڈالی۔ آپ نے مختلف ثبوت دے کر ثابت کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ہی وہ مصلح موعود ہیں جن پر یہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہے۔ بعدہٗ عزیز کریم الدین نے ایک مختصر سی تقریر "وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا" کے موضوع پر کی اور بتایا کہ غرباء و یتامیٰ کی جو خبر گیری حضور نے کی اس کی مثال دنیا میں کم ملتی ہے۔ [illegible] آپ نے عورتوں کے حقوق کی حفاظت کی جو بلاشبہ (باقی صفحہ پر)

مُسکرا میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلسہ

مولانا بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ دہلی کی متوقع آمد کے سلسلہ میں مقامی طور پر جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انعقاد کا پروگرام بنایا گیا۔ چنانچہ مورخہ ۲ر فروری بروز اتوار رات کے نو بجے خاکسار کی صدارت میں یہ مبارک جلسہ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد خاکسار نے مختصر طور پر افتتاحی تقریر میں انسانی پیدائش کی غرض وغایت اور اس کو پورا کرنے کے لئے انبیاء اور مرسلین کی بعثت پر روشنی ڈالی۔ اور بتایا کہ ان سب مامورین من اللہ میں سے افضل نبی سیدنا وسید المرسل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم تھے۔ جن کی حیات طیبہ کا ایک ایک گوشہ نوع انسان کے لئے مشعل راہ کا کام دیتا ہے۔ اس لئے حضور کی سیرت کا سننا اور سنانا انسانی زندگی کے مقصد کو پورا کرنے کے لئے بہترین راہ ہے اسی غرض کے پیش نظر اس جلسہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ اس کے بعد فاضل مقرر کا حاضرین سے تعارف کرایا گیا۔

محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل کی پُرمغز تقریر

اس مختصر افتتاحی تقریر کے بعد محترم مولانا بشیر احمد صاحب فاضل نے نہایت دلنشین پیرایہ میں حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے حسینہ حسینہ واقعات بیان فرمائے۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد طفولیت کے حالات حلیمہ سعدیہ کی گود میں حضور کی پرورش پانے کے واقعات بیان کرنے کے بعد بچوں کو تلقین کی کہ وہ بھی آپ کے اس اُسوہ حسنہ پر عمل کریں اور صحیح معنوں میں محمدی بنیں۔

تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے واقعہ طائف۔ حلف الفضول اور قریش مکہ کی ہر پیشکش اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس رنگ میں جواب کہ اگر تم لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ پر رکھ دو تو میں تبلیغ حق سے باز نہ رہوں گا وغیرہ واقعات بالتفصیل بیان فرمائے۔ اسی ضمن میں آپ نے اس یہودی کا واقعہ بیان کیا۔ جس نے ابوجہل سے قرض لینا تھا اور وہ اُسے نہ دیتا تھا جس پر وہ آپؐ کے پاس آیا اور حضور نے اُسے ابوجہل سے قرض دلوا دیا۔

آپ نے احباب جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمیں بھی اپنے خدا پر ایسا ہی پختہ ایمان اور یقین رکھنا چاہیئے۔ ہمیں بھی مظلوموں کے لئے ایسی ہی کوشش کرنی چاہیئے۔

اس کے بعد فاضل مقرر نے عورتوں کے بارہ میں آپؐ کی تعلیم بیان فرمائی اور عورتوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اُنہیں ہر وقت دنیا کے محسنِ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے ان کا اس رنگ میں حق ادا کرنا چاہیئے کہ صحیح معنوں میں مسلمان بنیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے فتح مکہ کے موقع پر مستورات کی بیعت اور ہندہ کے جرأت مندانہ اظہار خیال کی وضاحت کرتے ہوئے حاضرین سے درخواست کی کہ فی زمانہ لوگ قبر پرستی اور دیگر ایسی ہی رسومات کی طرف مائل ہیں جو اسلامی روایات کے سراسر مخالف ہیں۔ لازم ہے کہ تمام مسلمان اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں سچے اور پکے مسلمان بنیں اور اس طرح اپنے محسن کے احسان کا حق ادا کریں۔

آخر میں خاکسار نے اختتامی تقریر میں ان سب باتوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کی جن کی طرف مولانا نے توجہ دلائی تھی۔ اس موقعہ پر خدا کے فضل سے سامعین کی تعداد خوش کن تھی۔ بالآخر جملہ حاضرین اور منتظمین کا شکریہ ادا کرنے پر جلسہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ اسا لحمد للہ علیٰ ذالک۔

(خاکسار منظور احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم مسکرا یوپی)

بمبئی میں ایک معزز شامی احمدی کی تشریف آوری

۲ر فروری ۱۹۵۸ء کو ایک معزز شامی احمدی سید عبداللہ بمبئی تشریف لائے۔ آپ شام سے کراچی اور کراچی سے بذریعہ طیارہ بمبئی آئے ہیں۔ یہاں میرین لائن کے ایک ہوٹل SEA GREEN میں قیام کیا ہے۔

بمبئی پہنچتے ہی سب سے پہلے دار التبلیغ تشریف لائے۔ آپ نے بتایا کہ میں شام کا رہنے والا ہوں ڈیڑھ سال پہلے احمدیت قبول کی ہے۔ اس سے پہلے آپ نے ہر جماعت میں امام الزمان علیہ السلام کی تلاش کی۔ مگر کہیں نظر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصانیف لجتہ النور۔ اعجاز المسیح اور خطبہ الہامیہ وغیرہ پڑھنے کا موقع ملا۔ آپ نے کہا پہلی کتاب کے چند صفحات پڑھتے ہی بیساختہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آیا۔

حسن اتفاق سے پہلے دن جب آپ دار التبلیغ آئے تو اسی وقت بمبئی کے ایک معزز غیر احمدی میمن ابراہیم صاحب چھوٹانی بھی مجھ سے ملنے آ گئے۔ یہ اُسی چھوٹانی خاندان کے ایک بزرگ فرد ہیں جن کا "تحریک خلافت" میں ذکر ملتا ہے۔

میں نے چھوٹانی صاحب کا سید عبداللہ صاحب سے تعارف کرایا۔ اور جب یہ کہا کہ آپکا جماعت احمدیہ سے تعلق نہیں تو سید عبداللہ صاحب نے ابراہیم صاحب کو نہایت دلنشین انداز میں تبلیغ کی۔ اور ابراہیم صاحب سے سوال کیا کہ اگر سیدنا مسیح موعود علیہ السلام امام الزمان نہیں تو بھی کوئی اور شخص بتایئے جو اس طرح دنیا کو تبلیغ دیتا ہو۔

چھوٹانی صاحب اور دوسرے احباب جماعت بھی ان کی باتوں سے بہت محظوظ ہوئے۔ اور جب اثناء گفتگو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام "یدعون لک ابدال الشام وعباد اللہ من العرب" کا ذکر آیا تو ابراہیم صاحب چھوٹانی نے فوراً کہا کہ اس الہام کی صداقت کی زندہ دلیل کے طور پر تو ایک خود ہم لوگوں کے سامنے موجود ہیں۔ تبلیغی گفتگو قریب دو گھنٹے تک جاری رہی۔ سید عبداللہ صاحب عربی میں باتیں کرتے تھے اور میں ترجمانی کرتا تھا۔

آج تک آپ خوجوں کے ایک مذہبی رہنما محقق روسی اور مودودیوں کے ایک اجتماع میں شرکت کر چکے ہیں۔ اور انہیں نہایت مؤثر انداز میں تبلیغ کی۔

میں ذاتی طور پر بھی اور احباب جماعت بھی ہمیشہ ان کے ساتھ محبت واخلاص سے پیش آتے ہیں ان دنوں مکرم یوسف علی صاحب عرفانی کی تحریک پر جماعت ان کو ایک عصرانہ دینے کا بندوبست کر رہی ہے۔

آپ روزانہ دار التبلیغ آتے ہیں۔ اور بڑی ہی دلچسپ صحبت رہتی ہے۔ آپ ۴ر فروری کو وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کی تقریر سننے بھی گئے۔ اور جب میں نے آپ کو ترجمہ سنایا تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ نہرو دنیا کے ایک بڑے مفکر ہیں۔

آپ یہاں سے آگرہ اور دہلی ہوتے ہوئے قادیان آئیں گے۔ اور پھر وہاں سے ربوہ جائیں گے۔ وہاں کچھ دن قیام کر کے تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔

آپکا شام کے امیر جماعت سید منیر الحصنی سے مخلصانہ تعلق ہے آپ انہی کی ہدایت پر بمبئی تشریف لائے ہیں۔ خدا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

آج دنیا کا ہر گوشہ اس پیشگوئی کی صداقت پر گواہ ہے اس سے پہلے افریقہ کے ایک معزز احمدی مسٹر ذکریا بمبئی آ چکے ہیں۔ وہ یہاں سے جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ کی شرکت اور حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی زیارت کو ربوہ بھی گئے۔ اور قادیان کی زیارت بھی کی۔

گذشتہ مہینہ بھی ایک معزز احمدی مسٹر عبدالمجید اہلیہ اور مسٹر محمود بمبئی تشریف لائے۔ یہ دونوں بھی حضور ایدہ اللہ اور قادیان کی زیارت کر کے لوٹے تھے۔

ہمارے نکتہ چینوں کو سوچنا چاہیئے کہ آخر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام میں کونسی روحانی طاقت تھی جو لوگ کشاں کشاں ان کی طرف آ رہے ہیں۔ اگر وہ ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں تو معلوم ہو کہ یہ تائید الٰہی اور نور نبوت کی ہی طاقت ہے۔ دنیا آج اس نور سے مستفید اور اسی چشمہ سے سیراب ہو رہی ہے (م)

(م) گر اہلِ وطن کا ایک بڑا طبقہ آج بھی محروم ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس درد سے فرماتے ہیں:-

تشنہ بیٹھے ہو کنارِ جوئے شیریں حیف ہے
سرزمینِ ہند میں چلتی ہے نہرِ خوشگوار
قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیوں بیٹھے ہو تم لیل و نہار

(خاکسار مولوی سمیع اللہ انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

جماعت احمدیہ حلقہ شوپیاں (کشمیر) کی طرف سے
ایک تعزیتی جلسہ

۲۴ر جنوری ۱۹۵۸ء کو جماعت احمدیہ حلقہ شوپیاں کا ایک اجلاس خصوصی زیر صدارت ماسٹر غلام محمد خان صاحب منعقد ہوا جمیں صدر صاحب موصوف اور ماسٹر احمد اللہ صاحب فاضل نے حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی الاسدی اور حضرت ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی کی وفات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے ان کی پاک زندگی کے مختصر طور پر حالات بیان کئے گئے۔ مقررین کی تقاریر کے دوران میں تمام جماعت چشم پُرآب تھی ہر دو بزرگوں کی شخصیت اور اُنکے جماعتی اخلاص اور قربانی سے جماعت کا کوئی فرد شاید ہی بے خبر ہو گا جماعت احمدیہ کی تاریخ میں حضرت عرفانی صاحبؓ کا ذکر سنہری حروف میں لکھا جائیگا۔ کیونکہ کی خدمات جلیلہ کا تسلسل جماعت احمدیہ کے ابتدائی ایام سے شروع ہوتا ہے۔ اور تا تاریخ وفات دسمبر ۱۹۵۷ء تک باوجود گوناگوں جسمانی عوارض کے شاندار علمی خدمات سرانجام فرماتے رہے۔ حضرت عرفانی صاحبؓ کے علمی خزانوں سے جماعت کے افراد زمانہ دراز تک اپنے دامن کو بھرینگے۔ ان خزانوں سے پورا فائدہ اُٹھائینگے۔ حضرت عرفانی صاحبؓ نے اخبار الحکم کے اجراء سے حضرت امام الزمان علیہ السلام کے کلمات طیبات کو محفوظ رکھا یاد یہ علمی خزانہ جماعت کے لئے خیر وبرکت کا موجب ہو گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔

(۲) اسی طرح ملک عبدالرحمن صاحب خادمؓ بھی کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آپ کی خدمات کے سلسلہ میں صرف اتنا ہی کہنا کافی ہے کہ دشمنانِ احمدیت کے مقابلہ میں آپ ایک برہنہ تلوار تھے۔ جو بعضوقت براہین ودلائل ہمیشہ دشمنانِ احمدیت کے سروں پر چمکتی رہتی تھی۔ ملک صاحبؓ کا ایک علمی دلائل کا خزانہ بنام احمدیہ پاکٹ بک ہے۔ یہ پاکٹ بک دشمنوں کے لئے ایک بم کی حیثیت رکھتی ہے جماعت احمدیہ حلقہ شوپیاں (کشمیر) ہر دو بزرگوں کی بے وقت وفات پر اپنے رنج وغم کا اظہار نہایت درد بھرے دل سے کرتی ہے۔ اور ان کی جدائی کو جماعتی نقصان یقین کرتی ہے۔ اس صدمہ عظیمہ میں ہم حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی والمصلح الموعود ایدہ الودود سے اور مرحومین کے جملہ لواحقین اور عزیزان اور تمام احباب جماعت سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے بدرگاہ رب العزت میں دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اس خلاء کو احسن طور پر پُر کرنے کے سامان پیدا کرے۔ آمین۔ اس موقعہ پر اظہار ہمدردی واظہار رنج وغم کے ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس ہوئے۔ ازاں بعد جماعت کے احباب نے ہر دو بزرگوں کی بلندی درجات کے لئے دعائیں کیں۔ اور نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ خاکسار غلام محمد قاصد جماعت احمدیہ حلقہ شوپیاں کشمیر

رپورٹ کارگزاری مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

بابت ماہ جنوری ۱۹۵۸ء

مجلس خدام الاحمدیہ قادیان کی کارگزاری ماہ جنوری ۱۹۵۸ء کا مختصر خلاصہ درج ذیل ہے:۔

۱۔ **ماہانہ اجلاس**۔ مورخہ ۲۳ / جنوری کو مسجد مبارک میں مجلس کا ماہانہ اجلاس ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم محمد عمر صاحب مالاباری نے "تنظیم کی برکات" کے موضوع پر تقریر کی۔ اس کے بعد قائد مجلس نے بعض ضروری امور کی طرف خدام کو توجہ دلائی۔

۲۔ **شعبہ تبلیغ**۔ سات خدام کو مضافات قادیان میں تبلیغ کے لئے بھجوایا گیا۔ انہوں نے غیر مسلم بھائیوں تک پیغام حق پہنچایا۔ اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ محلہ کی مختلف دکانوں پر جہاں غیر مسلم احباب کی آمد و رفت رہتی ہے۔ لٹریچر رکھا گیا۔ تاکہ ایسے احباب استفادہ کر سکیں۔

۳۔ **شعبہ تعلیم**۔ خدام کو آئندہ ہونے والے امتحان کتاب "حقیقی اسلام" میں شمولیت کے لئے تیاری کرنے کی تحریک کی گئی۔ بعض خدام اپنے طور پر اپنے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں تعلیمی درجہ بندی کر کے ہر درجہ کے لئے ایک مناسب کورس مقرر کرنے کا معاملہ زیر کارروائی ہے۔ خدام درس و تدریس میں بھی شامل ہوتے ہیں۔

۴۔ **شعبہ مال**۔ ناظم صاحب مال نے وصولی چندہ کے لئے کوشش کی۔ اور خدام سے مبلغ سات روپے چندہ جمع کیا جن خدام کے ذمہ بقایا ہے۔ اس کی وصولی کے لئے بھی کوشش کی جا رہی ہے۔

۵۔ **شعبہ وقار عمل و صحت جسمانی**۔ مورخہ ۱/۵۸ کو خالد اور طارق بلاکس کے خدام کے مابین رَنگ سنگل کا میچ ہوا۔ اول اور دوم آنے والے خدام کو نیاز دت کی طرف سے انعام دیئے گئے۔ مورخہ ۱/۵۸ ۱۷ کو رسہ کشی کا مقابلہ ہوا۔ مورخہ ۱/۵۸ ۲۶ کو یوم جمہوریت کی خوشی میں بھی کھیلوں کا شاندار مقابلہ ہوا۔ اس موقعہ پر سید عبدالحی صاحب ہیڈ ماسٹر نے بطور انعام مبلغ ۵/- روپے مرحمت فرمائے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ماہ جنوری میں دو مرتبہ وقار عمل ہوا۔ ایک پیغام رسانی کا مقابلہ ہوا والی بال گیم کے بھی متعدد مقابلے ہوئے۔

۶۔ **شعبہ تربیت و اصلاح**۔ خدام کی تربیت و اصلاح کی طرف خاص توجہ دی جاتی ہے۔ کہ وہ اسلامی شعار کو اختیار کریں۔ ہمیشہ سچ بولیں۔ نماز باجماعت میں زیادہ سے زیادہ شریک ہوں۔ اپنوں اور غیروں میں اپنا نیک نمونہ پیش کریں۔ وقتاً فوقتاً خدام کی نمازوں کی حاضری بھی لی جاتی ہے

۷۔ **شعبہ خدمت خلق**۔ اگرچہ ناظم صاحب خدمت خلق رخصت پر ہیں۔ لیکن اس کے باوجود خدمت خلق کا کام جاری ہے۔ بیماروں کی بیمار پرسی کرنا۔ دوائی لا کر دینا۔ کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنا۔ اپنے احمدی احباب کے علاوہ غیر مسلم احباب کی بھی خدمت کی جاتی ہے۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کا سچا خادم بنائے اور ہمیں خدمت کی زیادہ سے زیادہ توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

(قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان)

رپورٹ کارگزاری مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ

خدام کی طرف سے یوم جمہوریت کی تقریب میں پانی پلانے اور مبارکبادی کے کارڈ کی تقسیم

شعبہ خدمت خلق مقامی کی طرف سے پیش کردہ تجویز پر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ مقامی نے فیصلہ کیا کہ ۲۶ / جنوری ری پبلک ڈے کی تقریب میں پریڈ کے وقت جب جناب گورنر صاحب سلامی لیں گے اور ایک بڑا اجتماع ہوگا تو خدمت خلق کی غرض سے جمع ہونے والے لوگوں کو پانی پلانے کا انتظام کیا جائے۔ اسی طرح یہ بھی قرار پایا کہ جمہوریت ہند کی آٹھویں سالگرہ کے موقعہ پر عوام کو مبارکباد کا پیغام ایک کارڈ پر پانچ ہزار کی تعداد میں طبع کروا کر تقسیم کیا جائے۔ چنانچہ اس فیصلہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جناب محمود احمد صاحب سلیم نے اپنی لاری پیش کی۔ اور دیگر احباب نے بالخصوص شفیق صاحب سہگل اور صلاح الدین صاحب نے پروگرام کو کامیاب بنانے میں بڑی مدد فرمائی۔ پندرہ ڈرم میں پانی بھر کر لاری میں رکھا گیا۔ اور اردو، انگریزی اور بنگلہ تین زبانوں میں کپڑے پر مجلس خدام الاحمدیہ کا بورڈ آویزاں کر دیا گیا۔ لاری پر نیشنل فلیگ بھی لہرا رہا تھا۔ اس طرح خدام کی دو پارٹیاں بنائی گئیں۔ جن پر سے ایک نے مبارکبادی کے کارڈ تقسیم کرنے کا کام سرانجام دیا۔ اور دوسری پانی پلانے کی خدمت بجا لاتی رہی۔ دوستوں نے کارڈوں کو خاص دلچسپی سے قبول فرمایا۔ پولیس اور ملٹری کے آفیسرز نے بھی شوق سے کارڈ لئے۔ اور لوگوں کے انجمن کا پتہ دریافت کرنے پر انہیں آگاہ کیا گیا۔ الغرض جناب گورنر صاحب کے سلامی لینے اور اس کے بعد بھی کچھ دیر تک یہ دونوں کام جاری رہے۔ اس موقعہ پر جن دوستوں نے خلوص کی مالی امداد فرمائی۔ مجلس مقامی اُن کا شکریہ ادا کرتی ہے۔

فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

(منکسر: شفیع احمد قائد مجلس خدام الاحمدیہ کلکتہ)

قادیان میں جلسہ یوم مصلح موعود کا انعقاد

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

ایک غلامانہ زندگی بسر کر رہی تھیں۔

مقام محمود

اس کے بعد محترم مولوی عبدالحق صاحب دانش نے مقام محمود پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا کہ وہ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء ہوگا اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ مصلح موعود حضرت نبی کریمؐ اور حضرت مسیح موعودؑ کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا خود زمین پر اُتر آیا ہے۔ یعنی اس کا اس قدر جلال ہوگا گویا خدا خود زمین پر اُتر آیا ہے یعنی اس کا اس قدر جلال ہوگا گویا خدا کا مجسم جلال زمین پر آسمانی حکومت قائم کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود نے وہ خدائی حکومت دنیا پر قائم کر دی ہے قرآن کریم میں جو مقام محمود آیا ہے وہ بھی وہی زمانہ ہے جو اسلام کے لئے مقام محمود ہے۔

وہ صاحب شکوہ اور عظمت و دولت ہوگا

اس کے بعد محترم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے "وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا" پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بڑے بڑے مخالفین نے اقرار کیا کہ آپ کا علم بے پایاں ہے۔ آپ نے متعدد غیر مسلم اور مسلم احباب جو شدید ترین مخالفین میں سے ہیں کی تحریری آراء پڑھ کر سنائیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مصلح موعود کے شکوہ اور عظمت کا اقرار مخالفین بھی کر چکے ہیں۔ جماعت کا بچہ بچہ آپکے ہاتھ اُٹھانے پر اُٹھتا ہے اور ہاتھ گرانے پر بیٹھتا ہے ۱۹۲۴ء میں لنڈن کی مذاہب عالم کانفرنس میں آپ کے لیکچر کی عظمت کا بھی دنیا لوہا مان چکی ہے ۱۹۲۹ء میں آپ نے ہندوستانی سیاسی لیڈروں کے سامنے پیچیدہ سیاسی مسئلہ کا وہ حل رکھا کہ اُن کے دماغ روشن ہو گئے۔ اس کو زمانہ نے جرمنی کے سیاستدانوں پر حضور کی شان و عظمت کا سکہ بٹھا دیا۔

اس کے بعد محترم مولوی برکات احمد صاحب راجیکی کا ایک مختصر اور جامع مضمون پڑھ کر سنایا گیا۔ جس میں حضور کے مناقب بیان کئے گئے تھے اور درخواست کی گئی تھی کہ ہمیں ایسے وجود کی قدر کرنی چاہیئے اور حضور کی صحت و درازی عمر کے لئے ہر وقت دعا کرتے رہنا چاہیئے۔

اس کے بعد محترم حکیم خلیل احمد صاحب صاحب ناظر تعلیم و تربیت نے "وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا" پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے جلالی کی پیشگوئی استثناء باب ۳۳ میں موجود ہے اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ کے جلال کی خبر پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہے۔ چنانچہ آپ کے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی دنیا میں ایک ہیجان سا آگیا۔ روس میں انقلاب ہوا۔ جنگ و جدال کا سلسلہ شروع ہوا کہ اب تک دنیا کے سامنے ان کے ہیبتناک نتائج موجود ہیں۔ خلافت ترکیہ تمام مسلمانوں کے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے باوجود ختم ہوئی۔ یہ سب اس لئے ہوا تاکہ خدا تعالیٰ کے جلال کا ظہور حضرت مصلح موعود کے ذریعہ ہو۔ اور حقیقی اسلامی خلافت دنیا میں قائم ہو۔ چنانچہ آپ کی سچائی اور اسلام کی حقانیت اللہ تعالیٰ نے جنگ و جدال اور زلزلوں کے حملوں سے اپنا جلالی چہرہ دکھلا کر ثابت کر دی ہے۔ جیسا کہ قرآن میں بھی فرمایا کہ ما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا۔

پیشگوئی مصلح موعود کے دیگر پہلو

آخری تقریر محترم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تھی۔ آپ نے "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ الہام الٰہی میں آپ کو فخر رسل کہا گیا ہے چنانچہ آپکے ذریعہ خدا تعالیٰ کی توحید دنیا میں قائم ہوئی اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات انسان کے لئے آخری زمانہ میں اعلیٰ ترین اہم کام جو مقدر کر چھوڑے وہ آپ کے ذریعہ اس زمانہ میں پورے کروائے۔ آپ کے ذریعہ خدا کی رحمت کے بے شمار نشان ظاہر ہوئے۔ اشاعت قرآن و تبلیغ کے ذریعہ اسلام کا غلبہ تمام ادیان پر ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جن الفاظ میں دعا مانگی اللہ نے اُسی کے مطابق قبول فرمائی۔ چنانچہ اس کے مطابق حضرت مصلح موعود کے ذریعہ بہت سی مخلوق جو زندگی کی خواہاں تھی موت کے پنجے سے نجات حاصل کر چکی ہے اور بقیہ دنیا کا بھی رُخ پھر چکا ہے۔ غرضیکہ حضرت مصلح موعودؓ کی کثیر دعائیں خدا تعالیٰ نے قبول فرمائیں۔ اور وہ تمام باتیں بدرجہ اتم پوری ہو چکی ہیں جو ۲۰ / فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں مندرج ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس مبارک وجود کی زیادہ سے زیادہ قدر کریں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے جس نے یہ زمانہ پایا گویا اس نے صحابہؓ کا زمانہ پایا۔ گویا ہم مصلح موعودؓ کے زمانے میں اُس کی قدر کر کے وہی مقام حاصل کر سکتے ہیں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں اور صحابہؓ کو حاصل ہوا تھا۔

آخر پر محترم صدر صاحب نے صدارتی تقریر میں فرمایا کہ جماعت کو اپنی ذمہ داری سمجھنی چاہیئے۔ اور اس زمانہ میں اپنے کو اس طرح ڈھال لینا چاہیئے کہ جیسے حضرت مصلح موعود کی ہدایت کے مطابق ہم لوگ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خواہش کو پورا کرنے والے بن جائیں یعنی روئے زمین پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا بلند کر دیں دعا کے بعد جلسہ ختم برخاست ہوا۔ اس جلسے میں جماعت کے دوستوں کے علاوہ بعض سنجیدہ اور معزز غیر مسلم بھی شریک ہوئے

مستورات کی شمولیت۔ اگرچہ بعض مستورات نے اس جلسہ میں بھی شرکت کی لیکن مقامی لجنہ اماء اللہ کی مستورات کے لئے ایک علیحدہ جلسہ بعد نماز شام بھی کیا گیا تھا ـــــ نیز یوم مصلح موعود کی خوشی میں چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں میں مقامی امارت کی طرف سے مٹھائی بھی تقسیم کی گئی۔

من فرق بین الصّلوٰۃ والزکوٰۃ

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور حضور کے بعد حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے۔ تو عرب کے بعض قبائل نے زکوٰۃ دینی بند کردی حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا۔ کہ جب یہ لوگ لا الٰہ الا اللہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے تو پھر ان سے جنگ کرنا کس طرح جائز ہے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا:۔

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصّلوٰۃ والزکوٰۃ فان الزکوٰۃ حق المال واللہ لو منعونی عناقاً کانوا یؤدونھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعھا (مشکوٰۃ کتاب الزکوٰۃ)

فرمایا قسم ہے اللہ کی! میں اس شخص سے ضرور لڑوں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا (یعنی نماز کو تو فرض سمجھتے ہوئے ادا کیا مگر زکوٰۃ کو فرض نہ سمجھا) زکوٰۃ ادا کرنا مال کا حق ہے قسم ہے اللہ کی! اگر مجھے بکری کا بچہ نہ دیں گے جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت بطور زکوٰۃ ادا کیا کرتے تھے تو میں ان سے ضرور لڑوں گا۔

اس سے نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت واضح ہے۔ اور تاریخ اسلام میں سوائے زکوٰۃ کے فریضہ کے اور کسی فریضہ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے جنگ کا ہونا ثابت نہیں۔ پس زکوٰۃ کی اس فرضیت کے مدنظر صاحب نصاب احباب کو غور کرنا چاہیئے۔ کہ اپنے ذمہ کی واجب زکوٰۃ جلد از جلد بروقت ادا کر دیا کریں۔ تاکہ ان کا مال ان کی برکت اور فائدہ کا موجب ہو۔

ناظر بیت المال قادیان

"عقائد و تعلیمات" کا ایڈیشن ثانی

نظارت ہذا کی طرف سے "عقائد و تعلیمات" نام کا ایک کتابچہ ۱۹۵۵ء میں شائع کیا گیا تھا۔ جس کے تمام اخراجات از قسم کتابت۔ طباعت۔ کاغذ۔ جزو بندی وغیرہ محترم جناب سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ نے برداشت فرمائے تھے۔ نظارت کی طرف سے اس کتابچہ کا مسودہ سیٹھ صاحب کی خدمت میں بھجوا دیا گیا تھا اور کتاب چھپ کر آگئی تھی۔

اب چونکہ اس کتابچہ کا پہلا ایڈیشن ختم ہو رہا تھا۔ اور نظارت ہذا کے بجٹ میں اس کے ایڈیشن ثانی کی طباعت کے لئے رقم نہ تھی۔ اس لئے محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ سے درخواست کی گئی کہ وہ اس کا ایڈیشن ثانی بھی پہلے کی طرح ہر قسم کے اخراجات کی اس درخواست پر کتابچہ کی طباعت وغیرہ کے جملہ اخراجات برداشت کرنے کا مخلصانہ تعاون پیش فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اور اُن کے خاندان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ اور دین و دنیا میں ترقیات بخشے۔ نظارت ہذا نہایت خوشی کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے کہ نظارت کو جب کبھی بھی سیٹھ صاحب موصوف کا مالی تعاون درکار ہوا۔ انہوں نے ہمیشہ مخلصانہ تعاون فرمایا۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

مندرجہ ذیل احباب کا چندہ اخبار بدر ماہ فروری ۱۹۵۸ء میں ختم ہے

۱۰۲۶ مکرمی مومن حسین صاحب حیدرآباد دکن ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء
۱۰۰۰ ؍؍ سیٹھ معین الدین صاحب چنتہ کنٹہ ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۴۷۷ ؍؍ محمد بشیر الدین صاحب حیدرآباد ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۰۳۰ ؍؍ الیاس اینڈ برادرز کوٹہ کوٹہ ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۲۲۸ ؍؍ ڈاکٹر احمد حسین صاحب دودھ بالاپور ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۰۸۰ ؍؍ محمد شمس الدین صاحب کلکتہ ؍؍ ؍؍
۱۰۶۰ ؍؍ سید عبد الہادی صاحب اورنگ آباد دکن ؍؍ ؍؍
۱۱۶۳ ؍؍ محسن خاں صاحب مبلغ کیرنگ اڑیسہ ؍؍ ؍؍
۱۱۲۶ ؍؍ چوہدری محمد شریف صاحب ربوہ پاکستان ؍؍ ؍؍
۱۰۹۲ ؍؍ نواب اکبر یار جنگ صاحب بہادر حیدرآباد دکن ؍؍ ؍؍
۱۰۷۴ اکرم بیگم صاحبہ سیٹھ معین الدین صاحب دکن ؍؍ ؍؍
۱۲۶۳ مسٹر سیٹھ محمد اعظم صاحب معین الدین صاحب دکن ؍؍ ؍؍
۱۲۶۴ مکرمی احمد جی ایم اے فاضل دیوبند لکھنؤ دیوبی ؍؍ ؍؍
۱۳۳۲ ؍؍ ایم ابراہیم صاحب پینگاڈی مالابار ؍؍
۱۵۲۸ ؍؍ عبد الحفیظ صاحب گلبرگی یادگیر دکن ؍؍ ؍؍
۱۵۲۹ ؍؍ محمد عبد المجید صاحب داسی ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۲۳۲ مکرمی جی ایم عنایت اللہ صاحب نسیم بنگلور میسور ۲۸ فروری
۱۵۳۱ ؍؍ ناصر احمد صاحب احمدی گلبرگہ دکن ؍؍ ؍؍
۱۲۴۵ ؍؍ مسعود احمد صاحب پونیا گاؤں اڑیسہ ؍؍ ؍؍
۱۲۷۵ ؍؍ امام حسین صاحب سندرگڑھ بمبئی ؍؍ ؍؍
۱۴۳۵ ؍؍ ایس اے سبز احمد صاحب ساگر میسور ؍؍ ؍؍
۱۲۵۴ ؍؍ الحاج ع صاحب احمد مسلم مشتری الحق بمبئی ؍؍ ؍؍
۱۲۴۳ مسٹر صدر الدین صاحب یحییٰ صاحب نیٹو ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۲۲۴ ؍؍ منور علی خاں صاحب ڈھینکانال اڑیسہ ؍؍ ؍؍
۱۲۴۵ ؍؍ مسٹر ایم داؤد ندیم صاحب نیروبی افریقہ ؍؍ ؍؍
۱۲۴۷ اکرمہ خدیجہ بیگم صاحبہ شالہ کدل سرینگر کشمیر ؍؍
۱۴۱۶ مکرمی ایم یو عبید اللہ صاحب بخشی دارالسلام ؍؍
۱۰۹۹ ؍؍ قاضی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ دہلی ؍؍
۱۳۹۲ ؍؍ محمد شمس الحق صاحب پنکال اڑیسہ ؍؍ ؍؍ ؍؍
۱۴۳۷ ؍؍ شریف احمد صاحب آرہ بہار ؍؍ ؍؍
۱۲۴۳ ؍؍ ایس نصیر الدین صاحب پٹنہ ؍؍ ؍؍
۱۴۰۵ ؍؍ سید غلام احمد صاحب رسول پور اڑیسہ ؍؍ ؍؍
مرزا شکر علی صاحب لاہور پاکستان ۲۸ فروری ۱۹۵۸ء
محمد عبد المغنی صاحب دیودرگ دکن ؍؍ ؍؍
انچارج صاحب اسلامیہ مڈل سکول خرپال کشمیر ؍؍ ؍؍

مینیجر بدر

پروگرام دورہ مکرم مولوی عبد القادر صاحب فاضل معاون ناظر بیت المال

صدر انجمن احمدیہ قادیان کی منظوری سے مکرم مولوی عبد القادر صاحب فاضل معاون ناظر بیت المال مندرجہ ذیل جماعتوں کا دورہ کر رہے ہیں۔ جملہ امراء و صدر صاحبان و سیکرٹریان مال اور عہدیداران مال سے توقع ہے۔ کہ وہ مولوی صاحب کی موجودگی سے پورا فائدہ اٹھائیں گے۔ اور ضروری امور کی انجام دہی کے لئے ان کے ساتھ پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی در جماعت	تاریخ رسیدگی
قادیان	۲۶-۲-۵۸	کلکتہ	۲۸-۲-۵۸
کلکتہ	۱۱-۳-۵۸	بھدرک	۱۲-۳-۵۸
بھدرک	۱۴-۳-۵۸	کٹک چادلیہ گنج	۱۴-۳-۵۸
کٹک چادلیہ گنج	۱۵-۳-۵۸	سونگھڑہ	۱۵-۳-۵۸
سونگھڑہ	۱۸-۳-۵۸	کٹک چادلیہ گنج	۱۸-۳-۵۸
کٹک چادلیہ گنج	۲۱-۳-۵۸	کٹک ٹاؤن	۲۱-۳-۵۸
کٹک	۲۴-۳-۵۸	کیرنگ	۲۴-۳-۵۸
کیرنگ	۲۹-۳-۵۸	پوری	۲۹-۳-۵۸
پوری	۳۰-۳-۵۸	جھو کھنڈا	۱-۴-۵۸
جھو کھنڈا	۲-۴-۵۸	موسیٰ بنی مائنز	۲-۴-۵۸
موسیٰ بنی مائنز	۶-۴-۵۸	جمشید پور	۶-۴-۵۸
جمشید پور	۹-۴-۵۸	رانچی	۹-۴-۵۸
رانچی	۱۱-۴-۵۸	بنارس	۱۲-[illegible]-۵۸
بنارس	۱۵-۴-۵۸	کانپور	۱۵-[illegible]-۵۸
کانپور	۱۷-۴-۵۸	رائے مسکرا براستہ مالگولی	۱۸-۴-۵۸
مراٹھ	۲۱-۴-۵۸	بریلی براستہ آگرہ	۲۳-۴-۵۸
بریلی	۲۴-۴-۵۸	شاہجہانپور	۲۴-۴-۵۸
شاہجہانپور	۲۶-۴-۵۸	لکھنؤ	۲۶-۴-۵۸
لکھنؤ	۲۸-۴-۵۸	امروہہ	۲۸-۴-۵۸
امروہہ	۳۰-۴-۵۸	دہلی	۳۰-۴-۵۸
دہلی	۲-۵-۵۸	قادیان	۳-۵-۵۸

نوٹ:۔ اگر اس پروگرام کی تاریخوں میں ترمیم کی ضرورت پیش آئی۔ تو اس کی اطلاع مکرم مولوی صاحب موصوف براہ راست متعلقہ جماعتوں کو بھجوا دیں گے۔ (ناظر بیت المال قادیان)

ضرورت رشتہ

ایک احمدی دوست، جو مشرقی افریقہ میں اسسٹنٹ میڈیکل آفیسر ہیں اور ایک مخلص صحابی کے صاحبزادے ہیں انہیں دوسری شادی کے لئے ایک مخلص احمدی لڑکی کے رشتہ کی ضرورت ہے۔ عمر تقریباً ۵۰ - ۵۱ سال۔ تنخواہ ماہوار بارہ سو روپیہ۔ صحت اچھی ہے۔ پہلی بیوی بھی ہے۔ اور اس سے اولاد بھی ہے۔ لیکن چونکہ وہ بیمار رہتی ہے اور اکثر پاکستان میں رہتی ہے اس لئے دوسری شادی کی ضرورت ہے۔ لڑکی مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ اور عمر بے شک پختہ ہو۔ لکھنا پڑھنا آتا ہو۔ خوش خلق اور خوش سیرت ہو۔ ڈاکٹری علاج معالجہ سے واقفیت اور دلچسپی ہو تو زیادہ موزوں ہے۔ اور مشرقی افریقہ میں ان کے ساتھ رہنا پسند کرے۔ خواہشمند احباب نظارت ہذا کے ساتھ خط و کتابت فرمادیں۔

ناظر امور خاصہ قادیان

درخواست دعا

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر انچارج مشن سیلون میں اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے مقیم ہیں بعض مقامی مخالفین کی انگیخت سے ان کے ویزا کی توسیع میں غیر معمولی روکیں پیدا ہو رہی ہیں بلکہ انہیں ملک سے جلد چلے جانے کا نوٹس بھی دیا گیا ہے۔ احباب خصوصیت سے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اس مجاہد بھائی کے سیلون میں اقامت پذیر ہونے کے سامان ✱ کرے۔ اور ان کی مساعی میں برکت دے۔

محمد ابراہیم ٹیلر ماسٹر درویش
قادیان

مرکزی وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات پر
جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان کی طرف سے تعزیتی تار

قادیان ۲۲ فروری - مرکزی وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کی وفات حسرت آیات کی اطلاع ملنے پر جناب ناظر صاحب امور عامہ قادیان نے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو اور مولانا حفظ الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری جمعیۃ العلماء کی خدمت میں حسب ذیل تعزیتی تار بھجوائی:-

"احمدیہ جماعت قادیان کو جناب مولانا آزاد کی نہایت افسوسناک وفات پر بہت صدمہ ہوا ہے۔ آپ کا ذاتی طور پر اور قومی طور پر ناقابل تلافی نقصان ہوا ہے احمدیہ جماعت کی طرف سے دلی ہمدردی کا پیغام قبول فرمائیں۔ اور مولانا مرحوم کے لواحقین کو بھی یہ پیغام تعزیت پہنچا دیں"

ناظر امور عامہ سلسلہ احمدیہ قادیان

نئی دہلی ۲۲ فروری - مرکزی وزیر تعلیم مولانا آزاد کی وفات کی خبر سنتے ہی پندرہ منٹ کے اندر اندر وزیر اعظم پنڈت نہرو - مسٹر کرشنا مینن - پنڈت پنت اور کابینہ کے دوسرے ارکان اور اعلیٰ سول و فوجی افسران مولانا آزاد کی کوٹھی پر پہنچ گئے۔ رات کو سوا دو بجے جب آپ کی وفات کی خبر مائک پر سنائی گئی - تو ہزاروں لوگ رونے لگے اور غم و اندوہ کی ایک لہر دوڑ گئی - صبح سویرے سے لاکھوں آدمی اپنے عظیم سیاسی رہنما کے آخری دیدار کے لئے پہنچ گئے - جن میں وزراء - سرکاری افسران پارلیمنٹ کے ممبر - سفارتی نمائندے سیاسی لیڈر اور دوسرے اعلیٰ حکام شامل تھے۔

حکومت ہند کی طرف سے ایک غیر معمولی سرکاری گزٹ سیاہ حاشیے کے ساتھ جاری کیا گیا۔ جس میں آپ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا گیا۔ اور سرکاری طور پر سات روز تک آپ کا ماتم منانے کا اعلان کیا گیا بتمام سرکاری جھنڈے سرنگوں کر دیئے گئے۔ اور تمام کاروباری ادارے بند کر دیئے گئے۔

صبح سویرے سے ریڈیو پر آپ کی وفات کی خبر نشر ہونے پر بھارت کے طول و عرض میں رنج و غم کی گھٹائیں چھا گئیں۔ اور ملک کے تمام شہروں قصبوں اور دیہات میں تعزیتی جلسے منعقد کر کے آپ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

آپ کی وفات حسرت آیات پر ملک کے طول و عرض سے صوبائی گورنروں وزراء پارلیمنٹ کے ممبروں سیاسی اور غیر سیاسی اداروں کی طرف سے تعزیتی تار موصول ہوئے - جن میں اس عظیم سیاسی رہنما کی وفات پر سخت رنج و الم کا اظہار کیا گیا تھا۔ ان پیغامات میں مسٹر راجگوپال اچاری - ڈاکٹر بھارگو گورنر پنجاب - مسٹر اشوک مہتہ - گورنر آسام - گورنر یو پی - گورنر مدراس وزیر اعلیٰ اڑیسہ ڈاکٹر کاٹجو - گورنر اڑیسہ ماسٹر تارا سنگھ - سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان اور دوسرے اعلیٰ سول و فوجی حکام کے پیغامات شامل ہیں۔

آج سہ پہر تین بجے آپ کو سرکاری اعزاز کے ساتھ پریڈ گراؤنڈ میں سپرد خاک کر دیا گیا - پانچ لاکھ افراد نے جنازہ میں شرکت کی - پنڈت نہرو - تدفین کے وقت قبر کے پاس کھڑے اپنے قدیم سیاسی رفیق کے غم میں رو رہے تھے اور قبر پر گلاب پاشی کرتے رہے۔

دہلی ۲۳ فروری - ملک کے مختلف حصوں سے اور دوسرے ممالک سے بھی مولانا کی وفات پر متواتر تعزیتی پیغامات موصول ہو رہے ہیں۔

جناب سردار دریام سنگھ صاحب رئیس بھاگووال ایم ایل اے کی دختر کی تقریب شادی

بٹالہ ۱۴ فروری - جناب سردار دریام سنگھ صاحب رئیس بھاگووال ایم ایل اے کی دختر دیوندر کور کی تقریب شادی بڑی دھوم دھام سے ادا کی گئی - مرکزی وزیر جناب سردار سورن سنگھ صاحب نیز سردار ادھم سنگھ صاحب ناگوکے - سردار تیجا سنگھ صاحب اختر پوری جناب ڈپٹی کمشنر صاحب گورداسپور - جناب ایس پی صاحب گورداسپور اور مقامی و ضلع کے افسران اور علاقہ کے معززین نے شمولیت کی۔

جماعت احمدیہ کی طرف سے مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی - مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم اے - مکرم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز ناظر بیت المال اس تقریب میں شامل ہوئے - جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے حاضرین اور منتظمین کی خواہش کے مطابق چند منٹ کے لئے طرفین کو نصائح فرمائیں - اس موقعہ پر سلسلہ کا لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا - اور بہت سے نئے احباب سے تعارف کا موقعہ ملا۔ (نامہ نگار)

قادیان میں اکھنڈ پاٹھ
جناب ماسٹر تارا سنگھ صاحب اکالی لیڈر کی قادیان میں آمد

جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے لٹریچر کی پیشکش!

قادیان - گوردوارہ شہید گنج میں اور نیز محلہ دارالفضل میں عارضی انتظام کے ماتحت مقامی سنگھ سبھاؤں کی طرف سے ایک سو ایک اکھنڈ پاٹھوں کا پروگرام تھا جس میں شمولیت کے لئے ہزارہا کی تعداد میں علاقہ کے سکھ قادیان میں جمع ہوئے۔ کیرتن کرنے کے لئے مشہور راگی بھی بلائے گئے تھے اور پنجابی مشاعرہ (کوی دربار) کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

اس موقعہ پر جناب مہاراجہ صاحب پٹیالہ اور جناب گیانی کرتار سنگھ صاحب کی آمد بھی متوقع تھی لیکن وہ بوجہ مصروفیت مجبوری نہ آ سکے۔

مورخہ ۲۱ فروری کو گوردوارہ شہید گنج میں دیوان کا انعقاد ہوا جس میں جناب ماسٹر تارا سنگھ صاحب اکالی لیڈر نے تشریف لا کر تقریر فرمائی - اور سکھوں کو قربانی کی روح قائم رکھنے کی تلقین فرمائی۔

اس موقعہ پر ہزارہا سکھوں کی خدمت میں اسلام اور احمدیت کا لٹریچر تقسیم کیا گیا جناب ماسٹر صاحب اور ان کے معزز ساتھیوں کی خدمت میں بھی کتاب "چونویں کھیل" اور دوسرا لٹریچر پیش کیا گیا - جو انہوں نے بخوشی قبول فرمایا۔

یہ تقاریب جن میں ہزارہا کی تعداد میں لوگ شامل ہوئے امن و امان سے انجام پذیر ہوئیں۔ (نامہ نگار)